اضافہ شدہ ایڈیشن

کاروانِ حیاتِ نبوی

سوال وجواب پر مشتمل مختصر سیرت وشمائلِ نبوی

www.KitaboSunnat.com

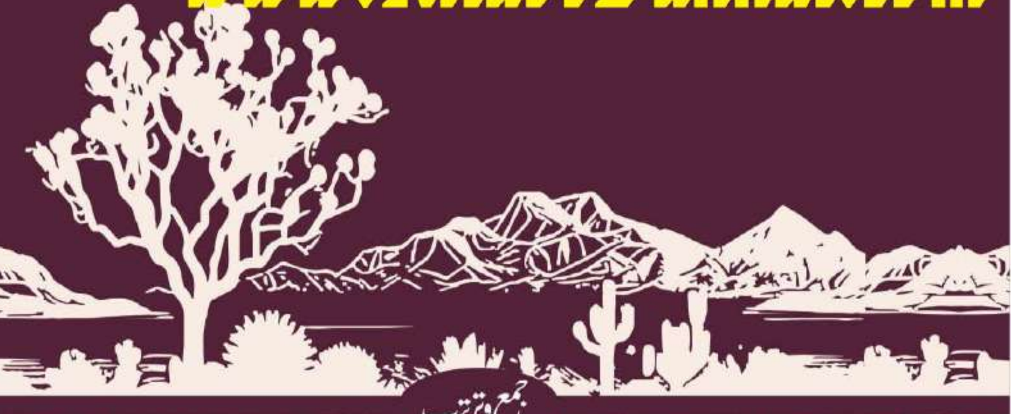

جمع وترتیب

جمشید عالم عبد السلام سلفی

ناشر

مکتبۃ السلام

انتری بازار، شہرت گڑھ، سدھارتھ نگر، یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی
محدث لائبریری
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com
library@mohaddis.com

کاروانِ حیاتِ نبوی

سوال و جواب پر مشتمل مختصر سیرت و شمائلِ نبوی

جمع و ترتیب

جمشید عالم عبد السلام سلفی

ناشر

مکتبۃ السلام

انتری بازار، شہرت گڑھ، سدھارتھ نگر، یوپی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب.............................. کاروانِ حیاتِ نبوی

جمع وترتیب.............................. جمشید عالم عبد السلام سلفیؔ

صفحات.............................. 56

ناشر.............................. مکتبۃ السلام انتری بازار، شہرت گڑھ، سدھارتھ نگر

کمپوزنگ.............................. ابو معاذ سلفیؔ

باہتمام.............................. حافظ محبوب عالم سلفیؔ

طبع اوّل.............................. نومبر ۲۰۲۳ء

طبع دوم.............................. مئی ۲۰۲۴ء

تعداد اشاعت.............................. گیارہ سو

قیمت.............................. Rs : 65

ملنے کا پتہ

مکتبۃ السلام

انتری بازار، شہرت گڑھ، سدھارتھ نگر، یوپی، انڈیا، 272205

Maktaba Al-Salam

Antari Bazar, Shohrat Garh, Siddharth Nagar, U.P. India, 272205

Mob : 9628953010/6393225101

Email : maktabsalam2@gmail.com

حرفِ اوّل

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ خیر خلقه محمد وعلیٰ آله وصحبه أجمعین ومن تبعهم بإحسان إلیٰ یوم الدین، أمابعد:

نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ تمام مسلمانوں کے لیے آئیڈیل، اُسوہ اور نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کی ذات سے الفت و لگاؤ اور آپ کے جملہ فرامین سے محبت و شیفتگی ہر مسلمان کا واجبی فریضہ ہے، آپ کی اطاعت و اتباع کرنا، آپ کی زندگی کو اُسوہ اور حرزِ جاں بنانا اور اُسی کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا ہر کلمہ گو مسلمان کے لیے ناگزیر ہے، اس لیے کہ آپ کی اطاعت و اتباع اور اُسوۂ زندگی کو اپنانے میں ہی دنیوی و اُخروی نجات و کامیابی کا راز پنہاں ہے۔ بحیثیت مسلمان نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے بارے میں معرفت حاصل کرنا اور آپ کے حالات و کوائف سے آگاہ رہنا بھی نہایت ضروری ہے۔ آئے دن یہ بات سامنے آتی رہتی ہے کہ حریتِ فکر و نظر کی آڑ میں دشمنانِ اسلام رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ پر حملہ کرنے اور آپ کی صاف و شفاف شبیہ کو بگاڑنے کی ناکام و ناروا کوشش کرتے رہتے ہیں، جس کا مفکرین و محققینِ اسلام کی جانب سے منہ توڑ و مسکت جواب بھی دیا جاتا ہے، لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ خود ہم مسلمانوں میں سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اپنے رہبر و رہنما کی زندگی سے ناواقف رہتے ہیں اور اُنھیں نبی ﷺ کی زندگی و عام معمولات سے کچھ لینا دینا نہیں رہتا ہے۔

نبیِ رحمت، خاتم الأنبیاء والمرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو ہم سے رخصت ہوئے چودہ سو سال سے زائد کا طویل عرصہ بیت چکا ہے، مگر یہ ایک معجزہ اور زندہ حقیقت ہے کہ کاروانِ حیاتِ نبوی کی مکمل تفصیل، آپ ﷺ کے ارشادات و فرمودات، عبادات و معاملات، سنہرے و انمول فیصلے، اندازِ کلام و گفتگو، نشست و برخاست، بود و باش، قیام و طعام، ہنسنے اور رونے، سونے اور جاگنے، اپنوں اور غیروں کے ساتھ آپ کے عمدہ رویے، بچوں کے ساتھ آپ کی بے پناہ شفقتیں، اُمہات المؤمنین ازواج مطہرات کے ساتھ آپ کی الفتیں، یتیموں کے ساتھ آپ کی محبتیں، غرض کہ پیارے نبی ﷺ کی معمولاتِ زندگی،

روز مرہ رونما ہونے والے چھوٹے بڑے حادثات و واقعات، غزوات و سرایا اور حیاتِ طیبہ کے ایک ایک پل سیرت و احادیث کی کتابوں میں حرف بحرف مندرج ہیں۔

چودہ سو سال سے زائد کے طویل عرصے میں رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر دنیا کی تمام تر زندہ زبانوں میں لاتعداد کتابیں لکھی جا چکی ہیں، جن میں سے کچھ کتابیں مختصر ہیں تو کچھ کا دائرہ متوسط جب کہ کچھ ضخیم اور مطول ہیں، جن کے اندر نبی رحمت ﷺ کی زندگی کے ہر ہر گوشے پر شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے اور آج بھی متنوع انداز میں آپ کی سیرتِ طیبہ پر کتابیں لکھنے کا سلسلہ جاری ہے اور تا قیامت یہ متبرک سلسلہ جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ

اسی سلسلۃ الذہب کی کڑی سیرت و شمائلِ نبوی پر مشتمل آپ کے ہاتھوں میں موجود یہ مختصر کتابچہ بھی ہے، جس میں نبی کریم ﷺ کی زندگی کے حالات و کوائف، معمولات اور اخلاق و عادات وغیرہ کو معروف و متداول کتبِ احادیث و سیرت کی مدد سے سوال و جواب کے طرز پر مختصر انداز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔

یہ مختصر کتابچہ دراصل چودہ پندرہ سال کے بچوں کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے، اس لیے اس کی جمع و ترتیب میں اوّلین ترجیح یہ رہی ہے کہ اختلافات سے قطعِ نظر سیرتِ نبوی سے متعلق تمام تر چھوٹی بڑی معتمد و مستند بنیادی باتیں مختصر اور قدرے مفصل و جامع انداز میں آجائیں تاکہ طلبہ اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لیں اور پھر نبوی زندگی سے متعلق جان کاری حاصل کرنے کے بعد اپنی زندگی بھی اسی طرح ڈھالنے کی کوشش کریں۔ عزیز بچوں کی آسانی کے لیے یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ حتی الامکان عبارات اور جملے آسان اور سلیس رہیں، مشکل الفاظ و تراکیب نہ استعمال کیے جائیں، تاہم کتاب میں وارد جہاں بھی مشکل الفاظ کا استعمال ناگزیر ہو گیا ہے، کتاب کے آخر میں اُن الفاظ کے معانی بھی درج کر دیے گئے ہیں تاکہ مفہوم سمجھنے میں کوئی پریشانی نہ رہے، اسی طرح حاشیہ میں بھی بعض اہم امور کی قدرے وضاحت کر دی گئی ہے اور کتاب کے اندر بعض اہم مقامات پر حوالہ بھی دے دیا گیا ہے تاکہ محترم اساتذۂ کرام اگر ضرورت محسوس کریں تو اس کی طرف رجوع کر کے اس کی مزید تفصیل بچوں کے گوش

گزار کر سکیں۔

اس مختصر کتابچہ کو بچوں کے معیار کے مطابق بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے، پھر بھی بشری تقاضے کے تحت اگر کہیں کسی بھی طرح کی کوئی کمی یا غلطی نظر آئے تو اہلِ علم حضرات سے خصوصی طور پر التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جا سکے۔

ویسے تو یہ کتاب چھوٹے بچوں کے لیے تیار کی گئی ہے، مگر ہمیں قوی امید ہے کہ کم پڑھے لکھے افراد بلکہ ہر طبقہ کے لیے ان شاء اللہ یہ کتاب مفید ثابت ہوگی۔ اس لیے والدین و ذمہ داران حضرات اور محترم اساتذۂ کرام سے بصد خلوص و احترام گزارش ہے کہ اپنے بچوں اور طلبہ کو سیرتِ نبوی سے متعلق یہ بنیادی باتیں ضرور ازبر و ذہن نشین کرائیں اور اُنھیں اپنے قول و کردار سے نبوی اوصاف و خصائل کا عادی و خوگر بنائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین!

سوال و جواب پر مشتمل اس مختصر کتابچہ کو "مکتبۃ السلام" کے رکن رکین میرے بڑے بھائی مولانا جمشید عالم عبد السلام سلفی حفظہ اللہ نے ترتیب دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو شرفِ قبولیت بخشے، اس کے نفع کو عام کرے اور اس کی تیاری و طباعت میں حصہ لینے والے تمام لوگوں کے حق میں اسے صدقۂ جاریہ بنائے اور ہم تمام مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کو پڑھنے، سمجھنے، اُسے فروغ دینے اور اُسی کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وصلی اللہ علیٰ نبینا محمد وآلہ وسلم تسلیما کثیرا

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خادم کتاب وسنت

محبوب عالم عبد السلام سلفی

مدیر: مکتبۃ السلام انتری بازار، سدھارتھ نگر، یوپی، انڈیا

یکم نومبر ۲۰۲۳ء بروز بدھ

عرضِ مرتب

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علیٰ أشرف الأنبیاء والمرسلین وسید ولد آدم نبینا وحبیبنا محمد المصطفیٰ وعلیٰ آله المجتبیٰ وصحبه الأخیار ومن تبعهم بإحسان إلیٰ یوم الدین أمابعد:

پیارے نبی ﷺ کی سیرت و حالاتِ زندگی پر یوں تو چھوٹی بڑی بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں، لکھی جارہی ہیں اور تاقیامت لکھی جاتی رہیں گی، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی اور ان کی تعلیمات و پیغام سے ہمارا ایمانی رشتہ جڑا ہوا ہے۔ یہ مختصر کتابچہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جس میں پیغمبر عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے حالات اور سیرت و شمائل کو مختصر طور پر سوال و جواب کی صورت میں معتبر و مستند حوالوں کی مدد سے یکجا کیا گیا ہے اور اس کے لیے آسان زبان اور سادہ اسلوب کو اختیار کیا گیا ہے تاکہ چھوٹی عمر کے بچے و بچیاں اور کم پڑھے لکھے لوگ بھی اسے پڑھ اور سمجھ سکیں اور اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکیں۔ سوالات کے انتخاب کے لیے اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ سیرت و شمائلِ نبوی کے حوالے سے تمام تر بنیادی باتیں آجائیں اور کوئی اہم بات چھوٹنے نہ پائے اور اسے پڑھنے کے بعد طلبہ اپنے رہبر و رہنما، حبیبِ ربِ دو جہاں ﷺ کے حالاتِ زندگی سے نہ صرف واقف ہو سکیں بلکہ ان سے بھرپور محبت کرنے کی تڑپ دلوں میں پیدا ہو اور زندگی کے تمام تر معاملات میں انھیں اپنا آئیڈیل و نمونہ بنانے کا جذبہ فروغ پائے۔ اللہ اس مقصد کو پورا فرمائے۔ آمین!

اللہ رب العالمین کا بے پایاں فضل و احسان ہے کہ اس کی توفیق سے یہ کام انجام پارہا ہے۔ میں اللہ رب العالمین کی حمد و ثنا اور شکر گزاری کے بعد اپنے ان تمام احباب و اخوان کا ممنون ہوں کہ جنھوں نے کسی بھی طرح سے اس کتاب کی تیاری و اشاعت میں حصہ لیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو کامیاب بنائے، اسے شرفِ قبولیت سے نوازے، اس کے نفع کو عام فرمائے اور اسے ہم لوگوں کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین!

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جمشید عالم عبدالسلام سلفی

۲۶/اکتوبر ۲۰۲۳ء بروز جمعرات

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

پیدائش سے نبوت تک کے حالات

سوال نمبر۱: پیارے نبی ﷺ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ سوموار کے دن ۹/ربیع الاول ۱ ھ "عام الفیل" کو صبح کے وقت سورج نکلنے سے پہلے عرب کے مشہور اور مقدس شہر مکہ کے اندر بہار کے موسم میں پیدا ہوئے۔ عیسوی سن کے حساب سے یہ ۲۲/اپریل ۵۷۱ء کی تاریخ تھی۔ [رحمۃ للعالمین: ۱/۴۰]

سوال نمبر۲: عام الفیل کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جس سال پیارے نبی ﷺ کی پیدائش ہوئی، اُسی سال یمن کے گورنر ابرہہ حبشی نے خانۂ کعبہ کو ڈھانے کے لیے ایک بڑے لشکر اور نو ہاتھیوں کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کی تھی تاکہ یمن کے شہر صنعاء کے اندر اُس کے بنائے ہوئے گرجا گھر کی طرف لوگ حج کے لیے جائیں، مگر اللہ نے ابابیل پرندوں کا لشکر بھیج دیا، جنھوں نے کنکریوں کی بارش کر کے اسے تباہ و برباد کر دیا۔ اسی واقعے کی مُناسبت سے اس سال کو "عام الفیل" یعنی ہاتھی والا سال کہا جاتا ہے اور اس واقعے کے پچاس یا پچپن دن بعد پیارے نبی ﷺ کی پیدائش ہوئی۔

سوال نمبر۳: پیارے نبی ﷺ کی پیدائش کے وقت اہلِ عرب اور پوری دنیا والوں کی حالت کیسی تھی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی پیدائش کے وقت اہلِ عرب اور پوری دنیا کے لوگ شرک و بت پرستی، اوہام و خرافات اور کفر و جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہے تھے، ان کے درمیان فتنہ و فساد، قتل و خوں ریزی، لوٹ مار اور آپسی جھگڑے عروج پر تھے، قدیم آسمانی کتابوں مثلاً تورات، انجیل، زبور وغیرہ میں بھی تحریف کر کے ان کی تعلیمات سے منہ موڑ لیا گیا تھا، تاہم بعض عرب قبائل اور افراد کے اندر کچھ اچھی صفات اور انسانیت پائی جاتی تھی۔

سوال نمبر۴: پیارے نبی ﷺ کا عقیقہ اور ختنہ کب ہوا اور آپ کا نام کس نے اور کیا رکھا؟

جواب: عرب کے دستور کے مطابق پیدائش کے ساتویں دن دادا عبدالمطلب نے عقیقہ اور ختنہ کیا اور

آپ کا نام محمد رکھا اور امی جان نے آپ کا نام احمد رکھا۔[1]

سوال نمبر ۵: کیا پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام "محمد" اور "احمد" قرآن میں آیا ہے؟

جواب: جی ہاں! پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام "محمد" قرآن میں چار مرتبہ اور "احمد" ایک مرتبہ آیا ہے۔[2]

سوال نمبر ۶: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ابو اور امی کا نام بتاؤ؟

جواب: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ابو کا نام عبداللہ اور امی کا نام آمنہ تھا۔

سوال نمبر ۷: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نانا، نانی اور دادی کا نام بتاؤ؟

جواب: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نانا کا نام وہب بن عبد مناف، نانی کا نام بَرَّہ بنت عبد العزیٰ اور دادی کا نام فاطمہ بنت عمرو تھا۔

سوال نمبر ۸: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا متّفق علیہ نسب نامہ بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا متفق علیہ نسب نامہ یہ ہے: محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصَیّ بن کِلاب بن مُرَّہ بن کَعب بن لُؤی بن غالب بن فِہر بن مالک بن نَضر بن کِنانہ بن خُزیمہ بن مُدرِکہ بن الیاس بن مُضَر بن نِزار بن مَعَد بن عَدنان۔ [زاد المعاد: ۱/۷۰]

سوال نمبر ۹: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کس خاندان میں پیدا ہوئے اور آپ کا خاندان کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم "ہاشمی خاندان" میں پیدا ہوئے، جو قبیلۂ قریش سے تعلق رکھتا تھا اور ملکِ عرب کا بڑا عزت دار اور مثالی خاندان تھا، بلکہ روئے زمین کا سب سے اعلیٰ واشرف خاندان تھا اور آپ ہی کے

---

[1] کتاب وسنت میں پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اور بھی نام بیان ہوئے ہیں۔ مثلاً: العَاقِب، الحَاشِر، الْمَاحِي، الفَاتِح، الْمُقْفِي، البَشِير وغیرہ۔ انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ایک حدیث میں آیا ہے کہ بعثت کے بعد پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود اپنا عقیقہ کیا۔ اس حدیث کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے، [سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: ۲۷۲۶] جب کہ جمہور محدثین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ اسی طرح ختنہ کے متعلق بھی بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مختون پیدا ہوئے تھے، لیکن دلائل وقرائن کے رُو سے یہ موقف درست نہیں معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

[2] تفصیل کے لیے دیکھیے: سورۂ آل عمران: ۱۴۴، سورۂ احزاب: ۴۰، سورۂ محمد: ۲، سورۂ فتح: ۲۹، سورۂ صف: ۶

خاندان کے لوگ خانۂ کعبہ کے منتظم اور نگراں تھے۔

سوال نمبر ۱۰: پیارے نبی ﷺ نے کن کن کا دودھ پیا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے سب سے پہلے اپنی امی کا دودھ پیا، پھر دو تین دنوں تک ابولہب کی لونڈی ثُوَیْبَہ کا دودھ پیا اور پھر دائی حلیمہ سعدیہ کے یہاں دودھ پینے کے لیے بھیجا گیا۔

سوال نمبر ۱۱: پیارے نبی ﷺ کو دائی حلیمہ سعدیہ کے یہاں کیوں بھیجا گیا؟ اور ان کے یہاں آپ کتنے سالوں تک رہے؟

جواب: مکہ کے بڑے اور شریف گھرانوں کا یہ دستور تھا کہ وہ اپنے دودھ پیتے بچوں کو دودھ پلانے والی کسی دیہاتی عورت کے حوالے کر دیتے تھے تاکہ ان کا بچہ اچھی اور کھلی آب و ہوا میں پرورش پائے اور فصیح زبان بولنے کا عادی ہو جائے۔ دستور کے مطابق اسی مقصد کے لیے پیارے نبی ﷺ کو بھی دائی حلیمہ سعدیہ کے سپرد کیا گیا اور ان کے یہاں آپ چار سالوں تک رہے۔

سوال نمبر ۱۲: پیارے نبی ﷺ کا سینۂ مبارک کتنی مرتبہ اور کب کب چاک کیا گیا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کا سینۂ مبارک دو مرتبہ چاک کیا گیا: **پہلی مرتبہ** چار برس کی عمر میں چاک کیا گیا، اُن دنوں آپ دائی حلیمہ کے یہاں تھے، اللہ کے حکم سے جبریل علیہ السلام آئے اور آپ کا سینۂ مبارک چاک کیا اور دل نکال کر زمزم کے پانی سے دھویا۔ [صحیح مسلم: ۱۶۲] **دوسری مرتبہ** جب آپ کو معراج کرائی گئی تب خانۂ کعبہ کے پاس جبریل علیہ السلام نے آپ کا سینۂ مبارک اوپر سے ناف تک چاک کیا، آپ کا دل نکالا اور ایمان و حکمت سے بھری ہوئی سونے کی پلیٹ میں رکھ کر زمزم سے دھویا اور پھر اُسے ایمان و حکمت سے بھر کر واپس اُسی جگہ رکھ دیا۔ [صحیح بخاری: ۳۲۰۷، صحیح مسلم: ۱۶۴]

سوال نمبر ۱۳: پیارے نبی ﷺ کے ابو اور امی کی وفات کب اور کہاں ہوئی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کے ابو تجارت کے لیے ملکِ شام گئے تھے اور واپسی میں مدینہ کے اندر ان کی وفات ہوئی، اس وقت ان کی عمر پچیس برس تھی اور آپ ﷺ ابھی ماں کے پیٹ ہی میں تھے اور جب آپ ﷺ کی عمر چھ برس کی ہوئی تو والدہ محترمہ اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لیے مدینہ

تشریف لے گئیں اور جب وہاں سے واپس ہو رہی تھیں تو مقامِ ابواء میں ان کا بھی انتقال ہو گیا۔

سوال نمبر ۱۴: والدہ کی وفات کے بعد پیارے نبی ﷺ کی پرورش کس طرح ہوئی؟

جواب: والدہ کی وفات کے بعد پیارے نبی ﷺ کی پرورش دادا عبد المطلب کی دیکھ ریکھ میں ہوئی اور ان کی وفات کے بعد چچا ابوطالب کی نگرانی میں ہوئی اور آپ کی دایہ کا فریضہ اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا نے انجام دیا۔

سوال نمبر ۱۵: اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا کون تھیں؟ پیارے نبی ﷺ سے ان کا کیا تعلق تھا؟

جواب: ام ایمن رضی اللہ عنہا پیارے نبی ﷺ کی دایہ تھیں، ان کا نام بَرَکہ حبشیہ تھا اور ان کو آپ نے اپنے والد کے ترکہ میں پایا تھا۔ اُنھوں نے بچپن میں آپ کو گود کھلایا تھا اور آپ کی خوب خدمت کی تھی۔ آپ نے ان کی شادی اپنے چہیتے اور آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کروائی تھی، جن سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔

سوال نمبر ۱۶: دادا عبد المطلب کی وفات کے وقت پیارے نبی ﷺ اور دادا عبد المطلب کی عمر کتنی تھی؟

جواب: دادا عبد المطلب کی وفات کے وقت پیارے نبی ﷺ کی عمر ۸ سال ۲ مہینے ۱۰ دن کی تھی اور دادا عبد المطلب کی عمر وفات کے وقت ۸۲ برس تھی۔ [پیغمبر عالم ص:۹۶]

سوال نمبر ۱۷: پیارے نبی ﷺ کے کتنے چچا اور کتنی پھوپھیاں تھیں؟ سبھوں کے نام بتاؤ؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کے گیارہ چچا اور چھ پھوپھیاں تھیں۔

<u>چچاؤں کے نام یہ ہیں:</u> ❶ حمزہ ❷ عباس ❸ ابو طالب، ان کا اصل نام عبد مناف تھا۔ ❹ ابو لہب، اس کا اصل نام عبد العزّیٰ تھا۔ ❺ زبیر ❻ عبد الکعبہ ❼ مُقوِّم ❽ ضِرار ❾ قُثَم ❿ مغیرۃ، اس کا لقب حجل تھا۔ ⓫ غَیداق، اس کا اصل نام مصعب تھا۔

<u>پھوپھیوں کے نام یہ ہیں:</u> ① صفیہ ② عاتکہ ③ بَرَّہ ④ اَروىٰ ⑤ اُمیمہ ⑥ اُم حکیم اَلبَیضَاء۔ [دیکھیے: زاد المعاد: ۱/۱۰۱-۱۰۲]

سوال نمبر ۱۸: پیارے نبی ﷺ کے مسلمان ہونے والے چچاؤں اور پھوپھیوں کے نام بتاؤ؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کے صرف دو چچا: حمزہ اور عباس رضی اللہ عنہما مسلمان ہوئے اور صرف دو پھوپھیاں: صفیہ اور اَروىٰ رضی اللہ عنہما مسلمان ہوئیں۔ [زاد المعاد: ۱/۱۰۲]

سوال نمبر۱۹: پیارے نبی ﷺ بچپن میں کیسے انسان تھے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ بچپن ہی سے انتہائی نیک، شریف، فرماں بردار، سلیقہ مند، سنجیدہ اور سچ بولنے والے انسان تھے۔ آپ نے نہ کبھی جھوٹ بولا، نہ کسی کو گالی دی، نہ وعدہ خلافی کی، نہ کبھی جاہلیت کے بُرے کاموں میں شریک ہوئے، نہ بُرے لوگوں کو دوست بنایا اور نہ بُری مجلسوں کے قریب گئے۔

سوال نمبر۲۰: جنگ فجار کب پیش آئی، اس کا پس منظر کیا ہے اور اس کا نتیجہ کیا نکلا؟

جواب: جنگ فِجار ماہ ذی قعدہ ۲۰/عام الفیل ۵۹۰ء میں قبیلۂ قریش و کنانہ اور قبیلۂ قیس عَیلان کے درمیان ہوئی، جو زمانۂ جاہلیت کی بڑی مشہور جنگ مانی جاتی ہے۔ اس جنگ کا پس منظر یہ ہے کہ بنو کنانہ کے بَرَّاض نامی ایک شخص نے قیس عَیلان کے تین آدمیوں کو قتل کر دیا تھا، اس کی خبر جب بازارِ عُکاظ میں پہنچی تو فریقین بھڑک اٹھے اور دونوں قبیلے اپنے اپنے حلیفوں کے ساتھ مل کر آپس میں لڑ پڑے۔ پیارے نبی ﷺ بھی اس جنگ میں شریک ہوئے تھے، مگر لڑائی میں حصہ نہیں لیا تھا بلکہ صرف دشمن کے پھینکے ہوئے تیر اٹھا اٹھا کر اپنے چچاؤں کو دیتے تھے۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر بیس سال تھی۔ جنگ کے آخر میں دونوں فریقوں کے درمیان صلح ہوئی اور اس کے بعد اُسی حُرمت والے مہینے میں امن و امان قائم کرنے کے لیے "حِلْفُ الْفُضول" نامی معاہدہ طے ہوا۔

سوال نمبر۲۱: "حِلْفُ الْفُضول" کسے کہتے ہیں؟

جواب: جنگِ فِجار کے چند دنوں بعد قریش کے تمام اہم قبیلوں نے آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ وہ ہر مظلوم کی مدد کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں گے اور حق داروں کو اُن کا حق دلوا کر رہیں گے۔ اسی مُعاہَدے کا نام "حِلْفُ الْفُضول" ہے۔ پیارے نبی ﷺ اس معاہدے میں شریک تھے، آپ نے اسے "حِلْفُ الْمُطَيِّبِين" یعنی "اچھے لوگوں کا عہد نامہ" بھی کہا ہے۔ [مسند احمد: ۱۶۷۶، ۱۶۵۵]

سوال نمبر۲۲: روزگار کے لیے پیارے نبی ﷺ نے کون سا پیشہ اختیار کیا؟

جواب: روزگار کے لیے پیارے نبی ﷺ نے بچپن میں بکریاں چرانے کا پیشہ اختیار کیا اور جب جوانی کی عمر میں پہنچے اور کاروبار سنبھالنے کے لائق ہوئے تو تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا اور اس کے لیے شام و یمن وغیرہ مختلف جگہوں کا سفر بھی کیا۔

سوال نمبر ۲۳: پیارے نبی ﷺ نے تجارت کے لیے شام کا سفر کب اور کتنی مرتبہ کیا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے تجارت کی غرض سے پہلی مرتبہ بارہ سال کی عمر میں اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ ملکِ شام کا سفر کیا اور دوسری مرتبہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال کے ساتھ پچیس سال کی عمر میں شام کا سفر کیا، اس سفر میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرَہ بھی ساتھ میں تھے۔

سوال نمبر ۲۴: تجارت کے لیے ملکِ شام کے پہلے سفر میں کون سا اہم واقعہ پیش آیا؟

جواب: ملکِ شام کے پہلے سفر میں یہ اہم واقعہ پیش آیا کہ وہاں بُحَیْرا نام کے ایک راہب سے ملاقات ہوئی اور اس نے آپ ﷺ کے اندر نبوت کی نشانیاں دیکھ کر قافلہ والوں کو خبر دی کہ آپ رب العالمین کے رسول ہیں اور اللہ آپ کو رحمۃ للعالمین بنائے گا۔[سنن ترمذی:۳۶۲۰]

سوال نمبر ۲۵: پیارے نبی ﷺ کی تجارت کیسی تھی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی تجارت امانت و دیانت، صِدق و صفا اور ایفائے عہد پر قائم تھی۔ آپ نے نہ کسی کو دھوکا دیا اور نہ کبھی بے ایمانی کی، یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ آپ نے معاملہ کیا وہ آپ کی سچائی اور امانت و دیانت کے گُن گاتے تھے اور تجارت کے لیے اپنا مال پیش کرتے تھے۔

سوال نمبر ۲۶ : پیارے نبی ﷺ نے سب سے پہلے کس خاتون سے شادی کی؟ اُس وقت آپ ﷺ اور اُن کی عمر کتنی تھی؟

جواب : پیارے نبی ﷺ نے سب سے پہلے خدیجہ بنت خُوَیلد رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور اس وقت آپ ﷺ کی عمر پچیس سال اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔[اخبار مکۃ للازرقی:۲/۱۹۹][1]

سوال نمبر ۲۷: پیارے نبی ﷺ کی شادی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیسے طے پائی؟

جواب : پیارے نبی ﷺ کی امانت و شرافت، حُسنِ اخلاق اور سچائی کا تذکرہ یوں تو پورے مکہ میں تھا، مگر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ نے شام کے سفر سے واپسی کے بعد جب آپ کے حُسنِ اخلاق وغیرہ کی تعریف

---

[1]شادی کے وقت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر کے بارے میں مشہور قول ۴۰/ سال کا ہے، میرے استاذ علامہ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ نے ازروئے تحقیق اسی قول کو راجح و منقح قرار دیا ہے۔[سیرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ص:۴۳] تاہم بعض محققین کے نزدیک شادی کے وقت ان کی عمر ۲۸/ سال تھی۔ اسی طرح ۲۵ سال / ۳۵ سال اور ۴۵ / سال کا قول بھی منقول ہے۔

فرمائی تو شرافت و سچائی کی بنیاد پر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مکہ کے دیگر سرداروں کے آئے ہوئے پیغامِ نکاح کو ٹھکرا دیا اور آپ کے پاس شادی کا پیغام بھیجا، چناں چہ آپ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نیکی اور سچائی کو دیکھتے ہوئے عمر رسیدہ ہونے کے باوجود اپنے چچاؤں کے مشورے سے ان کے پیغامِ نکاح کو قبول فرمایا اور دونوں خاندانوں کی رضامندی کے بعد اُن سے شادی کر لی۔

سوال نمبر ۲۸: خدیجہ رضی اللہ عنہا کیسی خاتون تھیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: خدیجہ رضی اللہ عنہا بڑی نیک و پارسا، نہایت صابرہ و شاکرہ اور انتہائی حوصلہ مند خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کے ذریعہ ان کو سلام بھیجا تھا اور یہ ایسی خصوصیت ہے، جو اُن کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا برتاؤ بہت اچھا تھا، وہ آپ کے ہر دُکھ سُکھ میں شریک رہیں اور اپنی جان و مال کو آپ پر نچھاور کر دیا۔

سوال نمبر ۲۹: خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے بیٹے اور کتنی بیٹیاں ہوئیں؟ ہر ایک کے نام بتاؤ؟

جواب: خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ **بیٹوں کے نام یہ ہیں:** ❶ قاسم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم اِنھیں سے ہے، یہ دو سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ ❷ عبد اللہ، ان کا لقب طیّب اور طاہر تھا، یہ بھی بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ **بیٹیوں کے نام یہ ہیں:** ❶ زینب، ❷ رقیہ، ❸ ام کلثوم ❹ فاطمہ۔ تمام بچیوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور مسلمان ہوئیں۔

سوال نمبر ۳۰: کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی اور بیوی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہوئی؟

جواب: خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی اور بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی ماریہ قِبطیہ رضی اللہ عنہا سے ابراہیم پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں وفات پا گئے۔

سوال نمبر ۳۱: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کے شوہروں یعنی آپ کے دامادوں کے نام بتائیں؟

جواب: ① زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر کا نام ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ تھا۔ ② رقیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کا نام عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھا۔ ③ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی بھی رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی، اسی لیے آپ رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالنُّورَین تھا۔ ④ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کا نام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھا۔

سوال نمبر ۳۲: پیارے نبی ﷺ جب پینتیس سال کے ہوئے تو مکہ میں کون سا اہم واقعہ پیش آیا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ جب پینتیس سال کے ہوئے تو خانۂ کعبہ کی عمارت میں حجرِ اسود نصب کرنے کا معاملہ پیش آیا۔ ایک زور دار سیلاب آنے کی وجہ سے خانۂ کعبہ کی دیواریں پھٹ گئی تھیں، اس لیے مکہ والوں نے نئے سرے سے اس کی تعمیر شروع کی، لیکن حجرِ اسود کو اس کی جگہ نصب کرنے کے سلسلے میں اختلاف ہو گیا، ہر قبیلے نے کہا کہ حجرِ اسود کو اس کی جگہ رکھنے کے ہم زیادہ حق دار ہیں، طے یہ ہوا کہ جو سب سے پہلے حرم میں آئے وہی حَکَم ہو گا، اللہ کی مشیئت کہ پیارے نبی ﷺ سب سے پہلے تشریف لے آئے اور آپ کو حَکَم بنایا گیا، چناں چہ آپ نے بڑی حکمت کے ساتھ قبائل کے سرداروں کی مدد سے حجرِ اسود کو اس کے مقام پر لگا دیا، جس سے قبائل کا آپسی اختلاف اور جھگڑا ختم ہو گیا۔[1]

سوال نمبر ۳۳: نبی بنائے جانے سے پہلے پیارے نبی ﷺ کیسے انسان تھے؟

جواب: نبی بنائے جانے سے پہلے بھی پیارے نبی ﷺ نہایت با اخلاق و باکردار، انتہائی شریف و امانت دار، وعدہ کے پکے، قول کے سچے، حق پرَسْت، مظلوموں اور مجبوروں کا ساتھ دینے والے انسان تھے، حتیٰ کہ جانی دشمن بھی آپ کی شرافت اور کردار کی بلندی کے قائل تھے، اسی لیے مکہ والے آپ کو اَمین اور صادق کے لقب سے پکارتے تھے۔[2]

✿ ✿ ❁ ✿ ✿

---

[1] **نصب کرنا:** لگانا، گاڑنا۔ **مَشیئت:** مرضی، خواہش۔ **حَکَم:** دو فریق کے جھگڑے یا معاملے کا فیصلہ کرنے والا۔

[2] **حق پرَسْت:** سچا، سچ کو پسند کرنے والا، مُنصِف۔

نبوت سے ہجرت تک کے حالات

سوال نمبر ۳۴: پیارے نبی ﷺ پر نبوت ورسالت کا آغاز کس طرح ہوا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ پر نبوت و رسالت کا آغاز سچے خوابوں کے ذریعے ہوا۔ آپ ﷺ جب بھی کوئی خواب دیکھتے تو وہ روشن صبح کی طرح ظاہر ہو جاتا تھا۔

سوال نمبر ۳۵: نبوت ملنے سے پہلے پیارے نبی ﷺ کا معمول کیا تھا؟

جواب: نبوت ملنے سے پہلے پیارے نبی ﷺ تنہائی پسند ہو گئے تھے اور آپ کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ ستو اور پانی لے کر "غارِ حرا"[1] میں چلے جاتے، آنے جانے والے مسکینوں کو کھانا کھلاتے اور اکیلے کئی کئی راتیں عبادت کیا کرتے تھے۔ اللہ نے آپ کے دل میں بتوں اور اپنی قوم کے دین کی نفرت ڈال دی تھی، اس لیے زیادہ تر مظاہرِ قدرت پر غور فرمایا کرتے تھے۔

سوال نمبر ۳۶: پیارے نبی ﷺ کو کب، کہاں، کتنی عمر میں اور کیسے نبوت ملی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کو ۲۱/رمضان المبارک بروز سوموار مطابق ۱۰/اگست ۶۱۰ء کو چالیس سال چھ ماہ اور بارہ دن کی عمر میں غارِ حرا کے اندر نبوت ملی۔ [پیغمبر عالم ص: ۱۱۰] اللہ کے حکم سے غارِ حرا کے اندر جبریل علیہ السلام آئے اور آپ ﷺ کو پکڑ کر تین مرتبہ زور سے دبایا اور قرآن کریم کی یہ پانچ آیتیں پڑھائیں: ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ اَلَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾[2] اور اسی کے ساتھ آپ ﷺ کو نبی بنایا گیا۔ [صحیح بخاری: ۳، صحیح مسلم: ۱۶۰]

---

[1] "غارِ حرا" مکہ سے تقریباً پانچ کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے۔

[2] آیتِ کریمہ کا ترجمہ: "اپنے رب کے نام سے پڑھ، جس نے پیدا کیا۔ اُس نے انسان کو ایک جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب ہی سب سے زیادہ کرم والا ہے۔ وہ جس نے قلم کے ساتھ سکھایا۔ اُس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔"

سوال نمبر ۳۷: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ کی کیا کیفیت ہوئی؟ پھر کس نے اور کیسے دلاسا دیا؟

جواب: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ نے ایک انجانا سا خوف محسوس کیا اور اسی خوف و دہشت کی حالت میں گھر آئے اور اپنی کیفیت بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیان فرمائی، اُنھوں نے آپ کو دلاسا دیا اور جب آپ نے کہا کہ: ”مجھے اپنی جان کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔“ تو انھوں نے بھرپور تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ”آپ مطمئن رہیں، ایسا ہرگز نہیں ہوگا، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ توصلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مفلسوں کا بندوبست کرتے ہیں، مہمانوں کی میزبانی کرتے ہیں اور حق پر رہ کر مصیبتیں اٹھانے والوں کی مدد کرتے ہیں۔“ [صحیح بخاری:۳، صحیح مسلم:۱۶۰]

سوال نمبر ۳۸: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا کس کے پاس لے گئیں اور اُنھوں نے آپ ﷺ سے کیا کہا؟

جواب: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے چچیرے بھائی وَرَقَہ بن نَوفَل کے پاس لے گئیں، وہ ایک عیسائی عالم تھے، جب انھوں نے سارا واقعہ سنا تو پہچان گئے کہ آپ اللہ کے آخری نبی ہیں، کیوں کہ انھوں نے اپنی کتابوں میں آخری نبی کے آنے کی نشانیاں پڑھ رکھی تھیں۔ اُنھوں نے کہا: یہ تو وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا، کاش! میں اُس وقت جوان رہتا، کاش! میں اُس وقت زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکال دے گی۔ یہ سن کر پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: ہاں! سب پیغمبروں کے ساتھ یہی ہوا ہے اور اگر میں اس وقت زندہ رہا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔ [صحیح بخاری:۳، صحیح مسلم:۱۶۰]

سوال نمبر ۳۹: سب سے پہلے کون کون لوگ مسلمان ہوئے؟

جواب: عورتوں میں خدیجہ رضی اللہ عنہا، نوعمر بچوں میں علی رضی اللہ عنہ، مردوں میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، آزاد کردہ غلاموں میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں بلال حبشی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔

سوال نمبر ۴۰: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ نے تبلیغ کا آغاز کہاں سے فرمایا؟

جواب: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ نے تبلیغ کا آغاز سب سے پہلے اپنے گھر، خاندان اور قریبی رشتہ داروں سے فرمایا۔

سوال نمبر ۴۱: پیارے نبی ﷺ نے سب سے پہلے عَلَانیہ تبلیغ کہاں کی؟ لوگوں کا برتاؤ کیسا رہا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے سب سے پہلے صفا پہاڑی پر چڑھ کر عَلَانیہ تبلیغ کی، لوگوں نے نازیبا باتیں کہہ کر آپ کا مذاق اُڑایا۔ آپ کا چچا ابولہب بُرا بھلا کہنے میں سب سے آگے تھا، اس نے کہا کہ: سارا دن تیرے لیے ہلاکت ہو! کیا تو نے ہمیں اسی لیے جمع کیا ہے؟ جس کے جواب میں اللہ نے سورۂ لہب نازل فرمائی۔ [صحیح بخاری: ۴۷۷۰]

سوال نمبر ۴۲: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ کا ذریعۂ معاش کیا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے مستقل طور پر روزگار کے لیے کوئی پیشہ اختیار نہیں کیا، بلکہ مدینہ پہنچنے کے بعد اپنے دادا کے ننھیالی رشتہ داروں، مسلمانوں، بادشاہوں اور عام وفود کے ہدایا و تحائف، مالِ غنیمت و مالِ فے اور بیت المال سے ملنے والے اموال پر گزر بسر کرتے تھے نیز آپ نے ذاتی طور پر دودھ دینے والی بکریاں اور اونٹنی بھی خرید رکھی تھیں۔ یہ سب اس قدر وافر مقدار میں ہوتا تھا کہ آپ خوب خوب صدقہ و خیرات بھی کرتے تھے اور اپنے پاس کوئی ذخیرہ نہیں رکھتے تھے۔

سوال نمبر ۴۳: مکہ میں پیارے نبی ﷺ کی دعوت کا طریقہ کیا تھا؟

جواب: مکہ میں پیارے نبی ﷺ کی دعوت کا طریقہ یہ تھا کہ ابتدائی تین سالوں تک خُفیہ طور پر اسلام کی دعوت دیتے رہے، پھر اللہ کے حکم سے کُھلَّم کُھلَّا دعوت دینے لگے اور جہاں کہیں کوئی مجمع نظر آتا انھیں اسلام کی دعوت دیتے۔ اور مکی زندگی کے آخری دور میں آپ نے مکہ سے باہر نکل کر مختلف قبیلوں اور جماعتوں میں جاکر اسلام کی دعوت کو عام کرنے کی کوشش کی۔

سوال نمبر ۴۴: پیارے نبی ﷺ کی دعوت کیا ہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی دعوت قرآن و حدیث اور توحید و سنت ہے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو شرک و کفر کے اندھیروں سے نکال کر توحید و سنت کے نورانی راستے پر گامزن کر دیا۔

سوال نمبر ۴۵: پیارے نبی ﷺ کی زندگی کے دعوتی مراحل کو ہم کتنے حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں؟

جواب: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ کی زندگی کے دعوتی مراحل کو ہم پانچ حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

اوّل: خفیہ طور پر اپنے قریبی رشتے داروں اور دوست احباب کو اسلام کی دعوت دینا، یہ مرحلہ مکی دور کے ابتدائی تین سالوں تک پر مشتمل ہے۔ **دوم:** پوری قوم اور پورے شہرِ مکہ کو کھل کر اسلام کی دعوت دینا، یہ مرحلہ نبوت کے دسویں سال تک پر مشتمل ہے۔ **سوم:** مکہ اور پاس پڑوس کے قبیلوں میں اسلام کی دعوت میں پھیلاؤ، یہ مرحلہ نبوت کے دسویں سال سے شروع ہو گیا۔ **چہارم:** پورے عرب قبائل اور اس خطے کے لوگوں کو اپنی دعوت سے جوڑنا، یہ مرحلہ سن ۵ ہجری تک پر مشتمل ہے۔ **پنجم:** تمام اقوام و مذاہب اور دنیا کے تمام لوگوں کے لیے اپنی دعوت کو عام کرنا، یہ مرحلہ سن ۵ ہجری سے شروع ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۴۶: وحی کسے کہتے ہیں اور کتنے طریقوں سے اللہ تعالیٰ نے وحی کا نزول فرمایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں پر جو احکام اور خبریں نازل فرمائی ہیں اسے وحی کہتے ہیں۔ اللہ نے تین طریقوں سے اپنے نبیوں پر وحی کا نزول فرمایا: ① کسی واسطہ کے بغیر بیداری یا نیند کی حالت میں اپنے نبی کے دل میں جو بات ڈالنا چاہتا تو ڈال دیتا۔ ② پردے کے پیچھے سے براہ راست کلام فرمایا۔ ③ فرشتوں کے ذریعہ ان کی اپنی اصل شکل میں یا انسانی شکل میں اپنی وحی بھیجا۔[1]

سوال نمبر ۴۷: پیارے نبی ﷺ کی خفیہ دعوت و تبلیغ کا مرکز کون سی جگہ تھی اور اُسے دعوت و تبلیغ کا مرکز کب اور کیوں بنایا گیا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی خفیہ دعوت و تبلیغ کا مرکز ”دارِ ارقم“ یعنی ارقم بن ابی ارقم مخزومی رضی اللہ عنہ کا مکان تھا، جو صفا پہاڑی پر واقع تھا۔ کھلم کھلا دعوت و تبلیغ کے نتیجے میں جب کُفّارِ مکہ کا ظلم حد سے بڑھ گیا تب آپ نے ۵ ؁ نبوی میں ”دارِ ارقم“ کو خفیہ دعوت و تبلیغ کا مرکز بنایا۔

---

[1] اس کی تفصیل کے لیے سورۂ شوریٰ کی آیت نمبر: ۵۱ اور اس کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہونے کے سات مراتب ذکر کیے ہیں: ① سچے خواب آنا۔ ② فرشتے کا نظر آئے بغیر ہی کوئی چیز دل میں ڈال دینا۔ ③ فرشتے کا انسانی شکل میں وحی لانا۔ ④ کبھی گھنٹی کی طرح آواز آنے کے ساتھ وحی لانا۔ ⑤ فرشتے کا اصلی شکل میں وحی لانا۔ ⑥ آسمانوں پر اللہ تعالیٰ کا براہِ راست پس پردہ ہم کلام ہونا۔ ⑦ فرشتے کے واسطے کے بغیر براہِ راست اللہ تعالیٰ کا پس پردہ ہم کلام ہونا۔ [زاد المعاد: ۱/۷۷-۷۹]

سوال نمبر ۴۸: ہجرت کسے کہتے ہیں؟ مسلمانوں نے سب سے پہلے کب اور کس علاقے کی طرف ہجرت کی اور ان کی تعداد کتنی تھی؟

جواب: دین و ایمان کی حفاظت اور اللہ کی رَضا کے لیے اپنا گھر بار، زمین جائیداد اور وطن چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانے کو ہجرت کہتے ہیں۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے ماہِ رجب ۵ھ نبوی میں ملکِ حبشہ[1] کی طرف ہجرت کی، ہجرت کرنے والے مردوں کی تعداد بارہ اور عورتوں کی تعداد چار تھی، جن میں پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا اور داماد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

سوال نمبر ۴۹: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم کیوں دیا؟

جواب: کُفّارِ مکہ نے جب دیکھا کہ مختلف طرح کی تکلیفیں دینے کے باوجود مسلمانوں کی تعداد گھٹنے کے بجائے روز بروز بڑھتی ہی جارہی ہے تو اُنھوں نے مزید تکلیف دینا شروع کر دیا، جس سے مسلمانوں کی آزمائش اور زیادہ بڑھ گئی، اس لیے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دین و ایمان کی حفاظت اور ظلم سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی، کیوں کہ وہاں کا بادشاہ اصحمہ بن اَبجَر نَجَاشی ایسا عادل بادشاہ تھا، جس کے سامنے کسی پر ظلم نہیں کیا جاسکتا تھا۔

سوال نمبر ۵۰: دوسری مرتبہ حبشہ کی جانب کتنے لوگوں نے ہجرت کی؟ ان کی واپسی کے لیے کفارِ مکہ نے کیا طریقہ اپنایا؟

جواب: دوسری مرتبہ حبشہ کی جانب ۸۳/مرد اور ۱۸/عورتوں نے ہجرت کی۔ اُن کی واپسی کے لیے کفارِ مکہ نے اپنے دو آدمیوں کو قیمتی تحائف دے کر اصحمہ نَجَاشی کے پاس بھیجا تاکہ انھیں خوش کرکے مسلمانوں کو دوبارہ مکہ لے آئیں، مگر انصاف پسند بادشاہ اصحمہ نَجَاشی نے ان کی ایک نہ سنی

---

[1] حبشہ: موجودہ براعظم افریقہ کا ایک عیسائی ملک تھا، جس کا موجودہ نام ایتھوپیا ہے۔ وہاں کے بادشاہ کو نجاشی کہا جاتا تھا اور اُس وقت کے حکمراں اصحمہ بن ابجر نجاشی تھے، جو انتہائی نیک دل، انصاف پسند اور بہادر و دانش مند حاکم ہونے کے ساتھ عیسائی دین کے پیروکار اور تورات وانجیل وغیرہ آسمانی کتابوں کے ماہر عالم تھے۔ اللہ نے انھیں اسلام کی دولت سے نوازا، سن ۹/ہجری میں ان کی وفات ہوئی اور یہی وہ بادشاہ ہیں، جن کی نمازِ جنازہ غائبانہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مدینہ میں ادا فرمائی تھی۔

اور کفار مایوس ہوکر واپس مکہ چلے آئے۔

سوال نمبر ۵۱: حبشہ کی جانب دوسری مرتبہ ہجرت کرنے کی ضرورت کیوں پڑی؟

جواب: حبشہ کی جانب ہجرت کیے ہوئے ابھی تین ماہ ہی گزرے تھے کہ حبشہ میں موجود مسلمانوں کے پاس یہ جھوٹی خبر پہنچ گئی کہ مکہ کے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں، اس لیے وہ لوگ واپسی کے لیے تیار ہو گئے، لیکن جب مکہ کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ خبر تو محض افواہ تھی، لہٰذا کچھ لوگ حبشہ کی جانب پلٹ گئے اور کچھ لوگ کسی کی پناہ لے کر یا چھپ کر مکہ میں داخل ہوئے۔ پھر تو کفارِ مکہ کا ظلم و ستم واپس ہونے والے مہاجرین اور مکہ کے مسلمانوں پر حد سے زیادہ بڑھ گیا، اس لیے پیارے نبی ﷺ نے مسلمانوں کو دوبارہ حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا مشورہ دیا۔

سوال نمبر ۵۲: نبوت کے چھٹے سال کون سے نامی لوگ مسلمان ہوئے اور اُن سے اسلام اور مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچا؟

جواب: نبوت کے چھٹے سال پیارے نبی ﷺ کے چچا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور ان کے تین روز بعد عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ ان دونوں کے اسلام لانے سے اسلام اور مسلمانوں کو بڑی قوت حاصل ہوئی، ابھی تک مسلمان چُھپ چُھپ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے، مگر اب کعبہ میں جا کر نماز پڑھنے لگے۔

سوال نمبر ۵۳: پیارے نبی ﷺ کے خلاف کفارِ مکہ نے آپس میں کب اور کیا معاہدہ کیا؟

جواب: کفارِ مکہ جب ہر طرح کی کوششوں سے ناکام ہو گئے اور اسلام کو پھیلنے سے نہ روک سکے تو محرم ۷ ؁ نبوی میں پیارے نبی ﷺ کے خلاف آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ: بنو ہاشم اور بنو مطّلِب کے لوگ جب تک محمد ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑیں اور اُنھیں ہمارے حوالے نہ کردیں خواہ وہ مسلمان ہوں یا نہ ہوں سب سے بائیکاٹ کیا جائے، اُن سے ہر قسم کا لین دین، ملنا جلنا، رشتہ ناطہ بند کر دیا جائے، کوئی چیز نہ ان کے ہاتھ بیچی جائے اور نہ ان سے بات چیت کی جائے۔

سوال نمبر ۵۴ : بائیکاٹ کا یہ معاہدہ کب لکھا گیا اور کب توڑا گیا؟ اس دوران پیارے نبی ﷺ اور آپ

کے خاندان والے کہاں ٹھہرے؟

جواب: بائیکاٹ کا یہ معاہدہ محرم ۷ ؁ نبوی میں لکھا گیا اور محرم ۱۰ ؁ نبوی میں توڑا گیا یعنی تین برس تک اس معاہدے پر عمل رہا اور اُس دوران پیارے نبی ﷺ اور آپ کے خاندان والے شِعْبِ ابی طالب میں ٹھہرے اور ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کیں۔

سوال نمبر ۵۵: معاہدہ لکھنے والے کا کیا نام تھا اور اس کا کیا انجام ہوا؟

جواب: معاہدہ لکھنے والے کا نام بَغِیض بن عامر بن ہاشم تھا، نبی ﷺ کی بد دعا سے اس کا ہاتھ مفلوج ہو گیا تھا۔

سوال نمبر ۵۶: سیرت نگاروں نے کس سال کو "عام الحُزن" قرار دیا ہے اور کیوں؟

جواب: سیرت نگاروں نے ۱۰ ؁ نبوی یعنی نبوت کے دسویں سال کو "عام الحُزن" (غم کا سال) قرار دیا ہے، اس لیے کہ اُسی سال ۸۰ برس کی عمر میں آپ کے غم خوار چچا ابو طالب کی وفات ہوئی اور اس کے دو ماہ یا صرف تین دن بعد رمضان المبارک ۱۰ ؁ نبوی میں آپ ﷺ کی پیاری بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بھی وفات ہو گئی، وفات کے وقت ان کی عمر ۶۵/سال تھی۔

سوال نمبر ۵۷: ابو طالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے ساتھ کفارِ مکہ کا رویہ کیسا تھا اور آپ نے دعوت و تبلیغ کے لیے کیا طریقہ اپنایا؟

جواب: ابو طالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کفارِ مکہ نے کھل کر آپ کو تکلیف دینا اور ہر طرح سے تنگ کرنا شروع کر دیا، مگر ابو طالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مضبوط دنیوی سہارا ٹوٹنے کے باوجود بھی آپ مایوس نہیں ہوئے بلکہ تبلیغِ رسالت اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ پورے جوش و جذبے کے ساتھ جاری رکھا اور مکہ سے باہر نکل کر دور دراز کے علاقوں میں بھی تبلیغ شروع کر دی، آپ طائف تشریف لے گئے اور راستے میں جتنے بھی قبیلے تھے، سب کو اسلام کی دعوت دی اور اُس کے بعد بھی مختلف قبائل کے درمیان برابر اسلام کی دعوت پہنچاتے رہے۔

سوال نمبر ۵۸: پیارے نبی ﷺ طائف کب اور کیوں تشریف لے گئے؟ سفرِ طائف کی مختصر روداد بیان کرو؟

جواب: ماہِ شوال ۱۰ ؁ نبوی میں پیارے نبی ﷺ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دعوت و تبلیغ کے لیے

طائف تشریف لے گئے اور وہاں دس دنوں تک ٹھہرے، مگر طائف والوں نے آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا، بلکہ جب بھی آپ وعظ کے لیے کھڑے ہوتے تو لوگ پتھر مارتے، جس سے آپ لہو لہان ہوجاتے اور خون بہہ بہہ کر جوتے میں جمع ہوجاتا اور پاؤں سے جوتے اتارنا مشکل ہوجاتا، لیکن پھر بھی آپ نے انھیں بددعا نہیں دی، بلکہ واپسی کے موقع پر جبریل علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ کا فرشتہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو طائف والوں کو دو پہاڑوں کے بیچ پیس دیں، مگر آپ نے جواب دیا کہ: "مجھے امید ہے کہ اللہ ان کی نسل سے ایسی اولاد نکالے گا، جو صرف ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شرک نہیں کریں گے۔" [صحیح بخاری:۳۲۳۱][1]

سوال نمبر۵۹: طائف والے کب مسلمان ہوئے؟

جواب: طائف والے سفرِ طائف کی واپسی کے تقریباً دس سال بعد ۹ھ میں مسلمان ہوئے۔

سوال نمبر ۶۰: طائف سے واپسی کے بعد پیارے نبی ﷺ کس کی امان و نگرانی میں مکہ میں داخل ہوئے؟ اور امان لینے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

جواب: جب تک چچا ابو طالب زندہ تھے آپ ان کی نگرانی میں تھے اور ان کی وفات کے بعد جب کفارِ مکہ کھل کر آپ کو ستانے لگے تو طائف سے واپسی کے بعد آپ نے مختلف قبیلوں کے پاس امان کے لیے پیغام بھیجا تاکہ کوئی قبیلہ حفاظت و نگرانی کا ذمہ لے لے اور کفار کھلی مخالفت کی ہمت نہ کر سکیں، مگر صرف مُطعِم بن عَدی اور ان کے قبیلے والوں نے آپ کو اپنی حفاظت و نگرانی میں لینے کا ذمہ لیا اور طائف سے واپسی کے بعد آپ اُنھیں کی امان و نگرانی میں مکہ میں داخل ہوئے۔ [الرحیق المختوم ص:۲۰۶]

سوال نمبر۶۱: جِنُّوں کی جماعت نے کب اسلام قبول کیا؟

جواب: سفرِ طائف کے بعد پیارے نبی ﷺ اپنے چند اصحاب کے ساتھ بازارِ عُکاظ کی طرف جانے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ ابھی آپ وادیِ نخلہ میں اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ وہاں سے جِنُّوں کی ایک جماعت کا گزر ہوا، جب انھوں نے قرآن سنا تو کان لگا کر بغور سننے لگے اور پھر اس پر ایمان لے آئے۔

[1] طائف مکہ سے ۱۳۰/کلومیٹر دور مشرق میں واقع ہے اور نبی کریم ﷺ نے یہ لمبی مسافت پیدل طے فرمائی تھی۔

اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو سورۂ جنّ کے نزول سے ہوئی۔[صحیح بخاری:۷۷۳] یہ سات (مرد جنّ) تھے، جنھوں نے اپنی قوم کی طرف جاکر قرآن کا پیغام سنایا۔اس کے بعد کئی دفعہ آپ ﷺ کی جنوں سے ملاقات ہوئی اور آپ نے انھیں قرآن سنایا اور پڑھایا۔[دیکھیے:صحیح مسلم:۴۵۰]

سوال نمبر ۶۲: شقِّ قمر کا واقعہ کب پیش آیا اور اس کا پس منظر کیا ہے؟

جواب: شق قمر یعنی چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا واقعہ مکی زندگی میں ہجرت سے پہلے پیش آیا۔اس کا پس منظر یہ ہے کہ مکہ والوں نے نبی ﷺ سے نبوت کی نشانی کے طور پر چاند کو دو ٹکڑے کرنے کا مطالبہ کیا اور اللہ کے حکم سے آپ کے اشارے سے چاند دو ٹکڑا ہوا، لیکن پھر بھی ان لوگوں نے آپ کی تصدیق نہیں کی۔[دیکھیے:صحیح بخاری:۳۸۶۸،۳۸۶۹،۳۸۷۰]

سوال نمبر ۶۳: سب سے پہلے مدینہ کے کتنے لوگ، کب اور کیسے مسلمان ہوئے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ مکہ کے بازاروں، مختلف قبیلوں اور حج کے موسم میں مکہ کے اندر آنے والے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے، معمول کے مطابق سن ۱۱/نبوی میں یثرب یعنی مدینہ سے آئے ہوئے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی، جس کے نتیجے میں اسی وقت ۱۱ھ نبوی میں مدینہ کے چھ لوگوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کرلیا۔

سوال نمبر ۶۴: بیعتِ عقبہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: بیعتِ عَقَبہ سے مراد وہ بیعت ہے، جو مدینہ کے مسلمانوں نے حج کے موسم میں مکہ کے اندر مِنیٰ کی گھاٹی میں نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر کیا تھا۔

سوال نمبر ۶۵: پہلی بیعتِ عقبہ کب ہوئی؟ کتنے لوگوں نے بیعت کی؟ اور کس بات پر بیعت کی؟

جواب: پہلی بیعتِ عقبہ ۱۲ھ نبوی کے موسمِ حج میں ہوئی اور یہ وَفْد ۱۲/لوگوں پر مشتمل تھا۔ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات پر بیعت کی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے، چوری اور زنا نہیں کریں گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے، کسی پر جھوٹی تہمت نہیں لگائیں گے اور ہر اچھی بات میں نبی ﷺ کی اطاعت کریں گے۔[صحیح بخاری:۱۸]

سوال نمبر ٦٦: پیارے نبی ﷺ نے مدینہ میں دعوت و تعلیم کے لیے کسے سفیر بنا کر بھیجا اور اُن کی تبلیغ سے کون لوگ مسلمان ہوئے؟

جواب: پہلی بیعتِ عقبہ کے بعد پیارے نبی ﷺ نے مدینہ میں دعوت و تبلیغ اور مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے لیے مُصْعَب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو وہاں کا سفیر بنا کر بھیجا۔ ان کی تبلیغ سے ایک ہی سال کے اندر بنو نجّار اور بنو اَشْہَل کے قبیلے اور دوسرے قبیلوں کے بہت سارے لوگ مسلمان ہو گئے۔

سوال نمبر ٦٧: دوسری بیعتِ عقبہ کب ہوئی؟ اس میں کتنے لوگ شریک تھے؟ اور انھوں نے پیارے نبی ﷺ سے کیا عہد و پیمان کیا؟

جواب: دوسری بیعتِ عقبہ ۱۳ سنہ نبوی کے موسمِ حج میں ہوئی اور اس وفد میں ۷۳/ مرد اور ۲/ عورتیں شریک تھیں۔ ان لوگوں نے پیارے نبی ﷺ سے مدینہ چلنے کے لیے کہا جسے آپ ﷺ نے منظور فرمایا اور اُنھوں نے چستی و سستی ہر حالت میں نبی ﷺ کی اطاعت کرنے، تنگی و خوش حالی ہر حال میں مال خرچ کرنے، بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے، حق کے بارے میں کسی ملامت کی پروا نہ کرنے اور آپ کی مدد و حفاظت کرنے کا عہد و پیمان لیا۔ [مسند احمد: ۱۴۴۵۶]

سوال نمبر ٦٨: اِسراء و معراج کا واقعہ کب پیش آیا؟ اور اللہ کی طرف سے کیا تحفہ ملا؟

جواب: اسراء و معراج کا واقعہ مکی زندگی کے آخری دور میں ہجرتِ مدینہ سے پہلے پیش آیا[1] اور اللہ کی طرف سے پانچ فرض نمازیں[2]، سورۂ بقرہ کی آخری آیات اور شرک سے پاک مسلمانوں کی مغفرت کا وعدہ تحفے میں ملیں۔ [صحیح مسلم: ۱۷۳]

سوال نمبر ٦٩: "اِسراء" اور "معراج" کسے کہتے ہیں اور یہ واقعہ کس حالت میں پیش آیا؟

---

[1] معراج کب ہوئی اس بارے میں سیرت نگاروں کا شدید اختلاف ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ معراج ۱۰ سنہ نبوت کے بعد ہی کسی سنہ میں واقع ہوئی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: الرحیق المختوم ص: ۲۱۹، پیغمبر عالم ص: ۱۳۷)

[2] پہلے پچاس وقت کی نمازیں فرض ہوئی تھیں، مگر آپ ﷺ کی سفارش سے تخفیف کر کے پانچ وقت کی نمازیں فرض کی گئیں، مگر ثواب پچاس وقت کا برقرار رکھا گیا۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے پیارے نبی ﷺ کو رات کے کچھ حصے میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک اور پھر وہاں سے "سِدرۃ المنتہیٰ"[1] تک کی سیر کرائی تھی، اسی سفر کو "اسراء" اور "معراج" کہا جاتا ہے اور یہ واقعہ بیداری کی حالت میں جسم اور روح سمیت پیش آیا۔

سوال نمبر۷۰: کیا "اِسراء" اور "مِعراج" میں کچھ فرق ہے؟

جواب: جی ہاں! مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک کے سفر کا نام "اِسراء" ہے، جہاں پہنچنے کے بعد نبی ﷺ نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی تھی۔ نیز مسجدِ اقصیٰ اور ساتوں آسمانوں سے ہوتے ہوئے "سدرۃ المنتہیٰ" تک کے سفر کا نام "معراج" ہے۔ ویسے عام طور پر اس پورے سفر کو "مِعراج" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

سوال نمبر۷۱: کیا "اِسراء" اور "مِعراج" ایک ہی رات میں ہوئی تھی؟

جواب: جی ہاں! "اِسراء" اور "مِعراج" ایک ہی رات میں ہوئی تھی یعنی جس رات نبی ﷺ کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ لے جایا گیا اسی رات کو "معراج" بھی ہوئی۔

سوال نمبر۷۲: ساتوں آسمانوں پر کن کن انبیائے کرام علیہم السلام سے پیارے نبی ﷺ کی ملاقات ہوئی؟

جواب: پہلے آسمان پر آدم علیہ السلام سے، دوسرے آسمان پر عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام سے، تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے، چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام سے، پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام سے، چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ [صحیح بخاری: ۳۲۰۷]

سوال نمبر۷۳: کس سواری پر سوار ہو کر پیارے نبی ﷺ نے اسراء اور معراج کا سفر کیا اور اس سفر میں آپ نے کیا کیا دیکھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے جبریل علیہ السلام کے ساتھ بُراق پر سوار ہو کر اسراء اور معراج کا سفر کیا۔ بیت المقدِس

[1] "سِدْرۃ" کے معنیٰ بیری کا درخت اور "المُنْتَھٰی" کے معنیٰ انتہا کی جگہ ہے۔ "سِدْرۃ المُنْتَھٰی" ساتویں آسمان پر بیری کا ایک بہت بڑا درخت ہے، جس کی جڑیں چھٹے آسمان پر ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آگے جانے کی اجازت فرشتوں کو بھی نہیں ہے۔ پیارے نبی ﷺ کو اس مقام پر جانے کا شرف حاصل ہوا اور اسی مقام پر معراج کی رات رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اپنی اصلی شکل میں دیکھا تھا۔

میں انبیائے کرام علیہم السلام کی امامت کرائی، جن کو اللہ نے اپنی قدرت سے وہاں جمع کر دیا تھا۔ پھر مختلف آسمانوں پر مختلف انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات کی، نہرِ کوثر، بیتِ معمور[1] اور جنت وجہنم کے مناظر دیکھے، آسمانی عجائب اور سِدرۃ المنتہیٰ کا مشاہدہ کیا اور اپنے رب سے گفتگو کی۔ [صحیح بخاری:۳۲۰۷، صحیح مسلم:۱۶۴]

سوال نمبر ۷۴: پیارے نبی ﷺ کی مکی اور مدنی زندگی کی کل مدّت کتنی ہے؟ نیز نبوت ملنے کے بعد مکہ میں کتنے برس تک رہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی مکی زندگی کی کل مدّت ۵۳/سال اور مدنی زندگی کی کل مدّت ۱۰/سال ہے۔ نیز نبوت ملنے کے بعد مکہ میں تقریبًا ۱۳/برس تک رہے۔ [صحیح بخاری:۳۸۵۱]

سوال نمبر ۷۵: پیارے نبی ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ مکہ والوں کا برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ مکہ والوں کا برتاؤ بہت ظالمانہ تھا۔ وہ آپ کو پاگل، جادوگر، کاہن اور شاعر کہتے تھے۔ سجدہ کی حالت میں آپ ﷺ کے اوپر کبھی اوجھڑی ڈال دیتے، کبھی کپڑے سے لپیٹ کر گلا گھوٹنے کی کوشش کرتے اور کبھی راستے میں کوڑا کرکٹ ڈال دیتے اور جب کوئی نیا نیا مسلمان ہوتا تو اُسے اسلام سے پھیرنے کی بڑی کوشش کرتے، اس پر ظلم کرتے، اسے ڈانٹتے اور مارتے اور طرح طرح کی تکلیفیں دیتے، کسی کو چِلچِلاتی دھوپ میں ریت پر لٹا کر اوپر سے بھاری پتھر رکھ دیتے، کسی کو چٹائی میں لپیٹ کر نیچے سے دھواں دیتے، کسی کو دہکتے انگاروں پر لٹا دیتے اور کسی کو رسّی میں باندھ کر گھسیٹتے اور مارنے کے لیے اَوباشوں کے حوالے کر دیتے۔ وغیرہ

سوال نمبر ۷۶: مکی زندگی میں پیارے نبی ﷺ کو سب سے زیادہ تکلیف کس نے دی؟

جواب: مکی زندگی میں پیارے نبی ﷺ کو سب سے زیادہ تکلیف ابو جہل، ابولہب اور ابولہب کی بیوی

---

[1] بیت معمور کا مطلب ہے آباد گھر اور اس سے مراد ساتویں آسمان پر موجود وہ عبادت خانہ ہے، جس میں عبادت کے لیے ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو ایک دفعہ داخل ہو جاتا ہے اسے قیامت تک دوبارہ داخل ہونے کا موقع نہیں ملے گا۔ پیارے نبی ﷺ نے جب ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی تھی تو وہ اپنی پیٹھ کی ٹیک اسی گھر کے ساتھ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ [دیکھیے: صحیح مسلم:۱۶۲]

اُمِّ جمیل نے دی اور یہ تینوں بُری طرح سے ہَلاک بھی ہوئے۔

سوال نمبر ۷۷: پیارے نبی ﷺ کو دعوتِ دین سے روکنے کے لیے کفارِ مکہ نے کیا کیا تدبیریں اختیار کیں؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کو دعوتِ دین سے روکنے کے لیے کفارِ مکہ نے آپ کا مذاق اڑایا، مال و دولت کی لالچ دی، مارنے کی دھمکیاں دیں، جسمانی تکلیفیں پہنچائیں، آپ کو اپنا سردار بنانے اور خوب صورت لڑکی سے شادی کرانے کی پیش کش کی، سماجی و معاشی بائیکاٹ کیا اور قتل کرنے کی کوششیں کیں۔

سوال نمبر ۷۸: ہجرتِ مدینہ سے پہلے کفارِ مکہ نے پیارے نبی ﷺ کے خلاف کیا منصوبہ بنایا اور اس کا نتیجہ کیا نکلا؟

جواب: ہجرتِ مدینہ سے پہلے کُفَّارِ مکہ کے بڑے بڑے سرداروں نے "دار الندوہ" میں ایک میٹنگ کی، جس میں سب لوگوں نے یہ طے کیا کہ پیارے نبی ﷺ کو قتل کر دیا جائے اور اِس کے لیے اُنھوں نے ہر قبیلہ سے ایک ایک بہادر نوجوان کو لیا کہ وہ آپ کے گھر کو گھیر لیں اور جیسے ہی آپ گھر سے باہر نکلیں ایک ساتھ آپ پر حملہ کر کے آپ کا خاتمہ کر دیں۔ لیکن اللہ نے آپ کو وحی کے ذریعہ کفار کے اِس پلان سے باخبر کر دیا اور مدینہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی تیاری بنائی، رات کو اپنے بستر پر علی رضی اللہ عنہ کو لٹا کر نہایت اطمینان کے ساتھ کفار کی طرف مٹی پھینکتے ہوئے اس طرح گھر سے باہر نکلے کہ اللہ نے اُنھیں اندھا کر دیا۔ اُنھیں کانوں کان خبر نہ ہو سکی کہ آپ یہاں سے کب کیسے اور کس طرف نکلے؟ وہ لوگ صبح تک آپ کے نکلنے کا انتظار کرتے رہے۔ اُدھر آپ ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کی جانب ہجرت کے لیے روانہ ہو گئے۔[1]

✿ ✿ ❀ ✿ ✿

[1] واضح رہے کہ مدینہ طیبہ، مکہ مکرمہ کے شمال مشرق میں چار سو پچاس کلومیٹر (۴۵۰) کی دوری پر واقع ہے۔

ہجرت سے وفات تک کے حالات

سوال نمبر ۷۹: پیارے نبی ﷺ کے سفرِ ہجرت کی مختصر روداد بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چھپ کر گھر سے نکلے، مدینہ کی سمت سے الٹے یمن کی طرف مکہ سے جنوب میں چار کلو میٹر کے فاصلے پر جاکر غار ثورِ میں تین دنوں تک چھپے رہے پھر یکم ربیع الاوّل کو وہاں سے نکلے، دو اونٹنیاں سواری کے لیے موجود تھیں، ایک پر آپ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے، دوسرے اونٹ پر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فُہیرہ رضی اللہ عنہ اور ایک راستہ جاننے والا شخص عبد اللہ بن اُریقِط لیثی سوار ہوا۔ انعام کے لالچ میں بہت سے لوگ پیچھے لگے، مگر صرف دو لوگ آپ تک پہنچ سکے، ایک سُراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ تھے، جو اپنے قُصور کی معافی لے کر واپس ہو گئے اور دوسرے بُریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ اپنے ستر سواروں کے ساتھ تھے، جو چہرۂ نبوی کو دیکھ کر اور کلامِ الٰہی سنتے ہی اسلام قبول کر لیے۔ اس طرح تقریباً پندرہ دنوں کی مَسافت طے کر کے آپ صحیح سلامت مدینہ پہنچ گئے۔

سوال نمبر ۸۰: سفرِ ہجرت میں پیارے نبی ﷺ کا گزر کس کے خیمے سے ہوا، خیمہ والوں سے کیا بات چیت ہوئی؟ تفصیل سے بیان کرو۔

جواب: سفرِ ہجرت میں پیارے نبی ﷺ کا گزر اُمِّ مَعبد عاتکہ بنت خالد خُزاعیہ کے خیمے [1] سے ہوا۔ ان کے شوہر ابو معبد تمیم بن عبد العزّیٰ خُزاعی بکریاں چرانے گئے تھے۔ یہ دونوں بڑے مہمان نواز تھے، مگر اس وقت خشک سالی کی وجہ سے بڑی تنگی میں گزر بسر ہو رہی تھی۔ جب آپ وہاں پہنچے تو ام معبد سے قیمت کے عوض گوشت اور کھجور وغیرہ کا مطالبہ کیا، مگر انھوں نے بڑی حسرت سے معذوری ظاہر کی۔ پھر آپ نے ان سے اجازت لے کر ایک کمزور بکری سے بڑے برتن میں دودھ دوہا، جس سے اُمِّ مَعبد اور اپنے ساتھیوں کو پلایا یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گئے اور آخر میں خود پیا، اس کے بعد دوبارہ برتن بھر کر دودھ دوہا، جسے ان کے لیے چھوڑ کر آگے روانہ ہو گئے۔ جب ابو معبد گھر آئے تو خیمے میں دودھ سے بھرے برتن کو

[1] یہ خیمہ مکہ مکرمہ سے ایک سو تیس (۱۳۰) کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع تھا۔

دیکھ کر حیران رہ گئے اور اپنی بیوی اُم معبد سے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ اُمّ مَعبد نے تفصیل سے سارا واقعہ سنایا اور اپنے شوہر سے انتہائی فصیح وبلیغ انداز میں نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کیا۔[1]

سوال نمبر ۸۱: پیارے نبی ﷺ قباء کب پہنچے اور کس کے یہاں ٹھہرے؟ نیز یہ بتائیں کہ قُباء مدینہ سے کتنی دوری پر واقع ہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ ۸/ربیع الاوّل سوموار کو قباء پہنچے اور کُلثُوم بن ہِدم رضی اللہ عنہ کے مکان میں ٹھہرے۔ قباء مدینہ ہی کے آس پاس کا علاقہ تھا، جو اِس وقت مدینہ میں مل چکا ہے اور اس وقت مسجدِ قباء اور مسجدِ نبوی کے درمیان کی دوری تقریبًا ساڑھے چار کلو میٹر ہے۔

سوال نمبر ۸۲: پیارے نبی ﷺ نے قباء میں کتنے دنوں تک قیام فرمایا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے قباء میں آنے اور جانے کے دنوں کو چھوڑ کر تین یا دس دنوں تک قیام فرمایا، جب کہ بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ نے وہاں چودہ دنوں تک قیام فرمایا۔ [تفصیل کے لیے دیکھیے: پیغمبر عالم ص: ۱۶۳، الرحیق المختوم ص: ۲۷۰]

سوال نمبر ۸۳: پیارے نبی ﷺ نے نبوت ملنے کے بعد اسلام کی سب سے پہلی مسجد کی بنیاد کہاں رکھی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے نبوت ملنے کے بعد اسلام کی سب سے پہلی مسجد کی بنیاد قُباء میں رکھی۔

سوال نمبر ۸۴: پیارے نبی ﷺ سفرِ ہجرت کے لیے مکہ سے کب روانہ ہوئے اور مدینہ کب پہنچے؟

---

[1] اُمّ مَعبد خُزاعیہ نے اپنے شوہر سے پیارے نبی ﷺ کے حلیہ مبارک کا جو نقشہ کھینچا وہ کچھ اس طرح تھا: ”چمکتا رنگ، روشن چہرہ، خوب صورت بناوٹ، ایسے حسین پیکر کہ نہ توند بڑے اور نہ گنجے پن کی خامی، خوب صورت بڑی آنکھیں کہ جس کی سفیدی انتہائی سفید اور سیاہی انتہائی سیاہ، دراز پلکیں، پُروقار آواز، لمبی گردن، گھنی داڑھی، سنجیدہ وپُروقار چال، خاموش رہیں تو باوقار اور گفتگو کریں تو پُرکشش وپُر شکوہ، دور سے انتہائی تابناک وپُرجمال اور قریب سے انتہائی معزز وخوب صورت، گفتگو میٹھی، بات واضح اور دو ٹوک، نہ مختصر نہ فضول، گفتگو کا انداز ایسا کہ گویا لڑی سے موتی جھڑ رہے ہیں۔ درمیانہ قد، نہ ناٹا کہ نگاہ میں نہ جچے اور نہ لمبا کہ ناگوار لگے۔ دو شاخوں کے درمیان ایسی شاخ کی طرح ہیں، جو سب سے زیادہ تازہ اور خوش منظر ہے۔ رفقاء آپ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے ایسے کہ لب کو جنبش دیں تو ہمہ تن گوش اور حکم دیں تو لپک کر بجالائیں۔ قابلِ احترام واطاعت، نہ تو ترش رو، نہ لغوگو اور نہ کمزور رائے والے۔“ [شرح السنۃ مع التخریج: ۳۷۰۴، شیخ شعیب الأرناووط نے اس کی سند کو حسن قوی قرار دیا ہے۔]

جواب: پیارے نبی ﷺ سفرِ ہجرت کے لیے مکہ سے ۲۷/صفر ۱۴ نبوی کو جمعہ کی رات میں روانہ ہوئے اور قباء میں چند دن ٹھہرنے کے بعد جمعہ کے دن ۱۲/ربیع الاوّل ۱ھ کو مدینہ پہنچے۔

سوال نمبر ۸۵: ہجری سنہ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

جواب: اسلامی کیلنڈر میں استعمال ہونے والے سنہ کو ہجری سنہ کہتے ہیں، جس کا شمار پیارے نبی ﷺ کے مدینہ کی جانب ہجرت کرنے کے سال سے ہوتا ہے اور جسے دوسرے خلیفہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے اپنے دورِ خلافت میں جاری فرمایا۔

سوال نمبر ۸۶: پیارے نبی ﷺ نے سفرِ ہجرت میں جمعہ کی نماز کہاں ادا فرمائی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ مدینہ کے اندر قبیلہ بنی سالم کے محلہ میں پہنچے ہی تھے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا، اس لیے وہیں خطبہ دیا اور جمعہ کی نماز ادا فرمائی۔ یہ اسلام کا پہلا جمعہ تھا اور اس میں تقریباً سو آدمی تھے۔

سوال نمبر ۸۷: پیارے نبی ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو وہاں کون کون لوگ آباد تھے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو وہاں تین قسم کے لوگ آباد تھے: ① اہلِ ایمان جن کا تعلق قبیلۂ اَوس اور خزرج سے تھا، جو پہلے بتوں کی پوجا کرتے تھے پھر اللہ نے انھیں ہدایت دی اور مہاجرین کی مدد کرنے کی وجہ سے یہی لوگ انصار کہلائے۔ ② یہودیوں کے تین قبیلے (۱) بنو قریظہ (۲) بنو نضیر (۳) بنو قینقاع۔ ③ منافقین کی جماعت، یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے دکھانے کے لیے تو اسلام قبول کر لیا تھا، مگر اپنے دلوں میں کفر چھپائے ہوئے تھے۔

سوال نمبر ۸۸: مدینہ پہنچنے کے بعد پیارے نبی ﷺ نے کون کون سے اہم فیصلے لیے؟

جواب: مدینہ پہنچنے کے بعد پیارے نبی ﷺ نے اللہ کی عبادت کے لیے مسجد بنائی جسے "مسجدِ نبوی" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ کرایا، جسے "مُواخاتِ مدینہ" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مدینہ کے یہودیوں اور آس پاس کے رہنے والے قبیلوں سے باہمی امن وامان کا معاہدہ کیا، جسے "میثاقِ مدینہ"[1] کے نام سے جانا جاتا ہے۔

---

[1] میثاقِ مدینہ کی دفعات کچھ اس طرح تھیں: ① یہود مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک ہی امت ہوں گے۔ یہود اپنے دین

سوال نمبر ۸۹: میثاقِ مدینہ کے بعد یہودیوں کا کیا انجام ہوا اور کیوں؟

جواب: میثاقِ مدینہ کے بعد یہود اپنی سازشی ذہنیت، بدعہدی، غداری اور گستاخانہ زیادتیوں سے باز نہ آئے، جس کے نتیجے میں بنو قینقاع کو سن ۲/ہجری میں اور بنو نضیر کو سن ۴/ہجری میں مدینہ سے جِلاوطن کر دیا گیا نیز غزوۂ خندق کے بعد سن ۵/ہجری میں بنو قریظہ کے مردوں کو قتل اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا گیا۔

سوال نمبر ۹۰: مسجدِ نبوی کی تعمیر کس جگہ اور کیسے ہوئی؟

جواب: مدینہ طیبہ پہنچنے کے بعد جس جگہ پیارے نبی ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی وہیں مسجدِ نبوی کی تعمیر ہوئی، یہ جگہ سہل اور سہیل نامی دو یتیم بچوں کی تھی، جسے آپ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مدد سے دس دینار میں خرید لیا تھا۔ اس کی تعمیر پتھروں، کچی اینٹوں، کھجور کے تنوں اور اس کی شاخوں سے کی گئی، صحابۂ کرام کے ساتھ پیارے نبی ﷺ نے بنفس نفیس اس کی تعمیر میں حصہ لیا۔

سوال نمبر ۹۱: مہاجرین اور انصار کن کو کہا جاتا ہے؟

جواب: مکہ اور آس پاس کے جو مسلمان دین کے لیے اپنا گھر بار چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تھے، اُن کو مہاجرین کہتے ہیں اور مدینہ کے اُن مسلمانوں کو انصار کہتے ہیں، جنھوں نے پیارے نبی ﷺ اور تمام مہاجرین کی مدد کی تھی۔

پر عمل پیرا ہوں گے اور مسلمان اپنے دین پر، کوئی ایک دوسرے سے مزاحم نہ ہوگا۔ ② اس معاہدہ کے شرکاء کے باہمی تعلقات خیر خواہی اور فائدہ رسانی کی بنیاد پر ہوں گے نہ کہ گناہ پر۔ ③ اگر کوئی بیرونی طاقت مدینہ پر حملہ آور ہو تو سب مل کر اس کا دفاع کریں گے۔ ④ جب تک جنگ برپا رہے گی یہود بھی مسلمانوں کے ساتھ خرچ برداشت کریں گے اور ہر فریق اپنے اپنے اطراف کا دفاع کرے گا۔ ⑤ قریش اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہیں دی جائے گی۔ ⑥ مظلوم کی مدد کی جائے گی۔ یہ معاہدہ کسی ظالم یا مجرم کے لیے آڑ نہیں بنے گا۔ ⑦ کوئی آدمی اپنے حلیف کی وجہ سے مجرم نہ ٹھہرے گا۔ ⑧ اس معاہدے کے سارے شرکاء پر مدینہ میں ہنگامہ آرائی اور کشت و خون حرام ہوگا۔ ⑨ اس معاہدہ کے فریقوں میں اگر کوئی جھگڑا ہو جائے تو اس کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کریں گے۔ [دیکھیں: تیسیر القرآن الکریم: ۴/۴۰۳]

سوال نمبر۹۲: پیارے نبی ﷺ مدینہ میں کس کے یہاں اور کتنے دنوں تک ٹھہرے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ مدینہ میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے یہاں تقریبًا چھ یاسات ماہ تک ٹھہرے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تقریبًا گیارہ ماہ کچھ دن اُن کے یہاں ٹھہرے۔

سوال نمبر۹۳: ابتداء میں مسلمان کس جانب منہ کرکے نماز پڑھتے تھے؟

جواب: ابتداء میں ہجرتِ مدینہ کے بعد ابتدائی سولہ یاسترہ مہینے تک مسلمان بیتُ المقدِس یعنی مسجدِ اقصیٰ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے۔

سوال نمبر۹۴: کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم کب ملا؟

جواب: ہجرت کے دوسرے سال رجب یا شعبان کے مہینے میں کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم ملا۔ سیرت نگار اس واقعے کو ''تحویلِ قبلہ'' کا نام دیتے ہیں۔

سوال نمبر۹۵: اصحابِ صفہ کون لوگ ہیں اور ان کی مصروفیات کیا تھیں؟

جواب: مسجدِ نبوی سے متّصل پورب کی جانب شمالی حصے میں ایک چبوترہ تھا، جس پر نبی ﷺ نے کھجور کی پتیوں سے چھت بنوادیا تھا، جہاں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے غریب مہاجر صحابۂ کرام رہتے تھے اور نبی ﷺ ان کی تربیت و کفالت فرماتے تھے۔ یہی لوگ اصحابِ صفہ یعنی سائبان والے کہلاتے ہیں، جن کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی، یہ لوگ ہر وقت نبوی خدمت میں حاضر رہ کر لکھنا پڑھنا سیکھتے تھے، ذکرواذکار اور عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے، قرآن پڑھتے سیکھتے اور یاد کرتے تھے، احادیث سنتے اور یاد کرتے تھے، نبوی طور طریقے سیکھتے تھے، جنگوں میں حصہ لیتے تھے، مختلف قبائل تک اسلام کی دعوت پہنچاتے اور نئے نئے مسلمانوں کو دینی تعلیم دیتے تھے۔ یہ چبوترہ نبوی تعلیم وتربیت کا مرکز اور ضیوفِ اسلام کا مہمان خانہ بھی تھا۔

سوال نمبر۹۶: غزوہ اور سَرِیّہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: غزوہ اس فوجی مہم کو کہتے ہیں، جس میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس خود تشریف لے گئے ہوں، خواہ جنگ ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور سریہ اس فوجی مہم کو کہتے ہیں، جس میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس خود تشریف نہ لے گئے ہوں۔

سوال نمبر ۹۷: غزوات اور سرایا کی تعداد کتنی ہے؟ کتنے جنگوں میں پیارے نبی ﷺ نے دشمنوں سے لڑائی لڑی؟

جواب: غزوات کی تعداد ستائیس (۲۷) ہے اور سرایا کی تعداد ساٹھ (۶۰) ہے۔ پیارے نبی ﷺ نے نو غزوات میں صحابۂ کرام کے ساتھ خود بھی دشمنوں سے لڑائی لڑی: غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ خندق، غزوۂ بنی قُریظہ، غزوۂ بنی المُصطَلِق، غزوۂ خیبر، غزوۂ فتح مکہ، غزوۂ حُنَین، غزوۂ طائف۔

سوال نمبر ۹۸: پیارے نبی ﷺ کے جنگ کا طریقۂ کار کیا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کے جنگ کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ فریقِ مخالف کو ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلاتے تھے۔ لاعلمی اور دھوکے میں رکھ کر کسی پر حملہ نہیں کرتے تھے۔ بچوں، بوڑھوں، کمزوروں اور عورتوں کو بھی مارنے سے روکتے تھے۔

سوال نمبر ۹۹: انتہائی شفیق اور مہربان ہونے کے باوجود پیارے نبی ﷺ نے جنگیں کیوں لڑیں؟

جواب: انتہائی شفیق اور مہربان ہونے کے باوجود پیارے نبی ﷺ نے اللہ کے حکم سے اعلائے کلمۃ اللہ، امن کے قیام، انسانی جانوں کی حفاظت اور ظالموں کو نیست و نابود کرنے نیز شرک و کفر کا خاتمہ کرنے کے لیے جنگیں لڑیں اور جہاں ظالموں اور فاسقوں کا قتل کرنا ضروری تھا وہاں انھیں قتل کیا تاکہ عام لوگ ان کے ظلم و ستم سے محفوظ ہو جائیں۔

سوال نمبر ۱۰۰: بعض مشہور غزوات کے بارے میں بتائیں کہ فریقین کی تعداد کتنی تھی اور ان کا نتیجہ کیا نکلا؟

جواب: بعض مشہور غزوات کی تفصیل درج ذیل ہے:

غزوات	تاریخِ وقوع	فریقین کی تعداد	نتیجہ
غزوۂ بدر	۱۷/رمضان ۲/ہجری	مسلمان: ۳۱۳، کفار: ۱۰۰۰	مسلمانوں کی جیت ہوئی
غزوۂ احد	۶/شوال ۳/ہجری	مسلمان: ۷۰۰، کفار: ۳۰۰۰	پہلے مسلمان غالب رہے، مگر بعد میں انھیں نقصان اٹھانا پڑا۔
غزوۂ دُومۃ الجندل	ربیع الاول ۵/ہجری	مسلمان: ۱۰۰۰	دشمن سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی۔
غزوۂ خندق	شوال ۵/ہجری	مسلمان: ۳۰۰۰، کفار: ۱۰۰۰۰	مسلمانوں کی جیت ہوئی۔

غزوۂ بنی المصطلق	شعبان ۵/ہجری	مسلمان: ۷۰۰	مسلمانوں کی جیت ہوئی۔
غزوۂ بنی قریظہ	ذی قعدہ ۵/ہجری	مسلمان: ۳۰۰۰، یہود: ۷۰۰	دشمن کے مردوں کو قتل کیا گیا، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا گیا۔
غزوۂ خیبر	محرم ۷/ہجری	مسلمان: ۱۴۰۰، یہود: ۱۰۰۰۰	مسلمانوں کی جیت ہوئی۔
غزوۂ فتحِ مکہ	۱۹/رمضان ۸/ہجری	مسلمان: ۱۰۰۰۰، قریشِ مکہ	مسلمانوں کی جیت ہوئی۔
غزوۂ حنین	شوال ۸/ہجری	مسلمان: ۱۲۰۰۰، کفار: ۳۰۰۰۰	مسلمانوں کی جیت ہوئی۔
غزوۂ طائف	شوال ۸/ہجری	مسلمان: ۱۲۰۰۰، کفار: ۱۰۰۰۰	مسلمانوں نے کئی دنوں تک محاصرہ کیا اور پھر لڑے بغیر واپس ہو گئے۔
غزوۂ تبوک	رجب ۹/ہجری	مسلمان: ۳۰۰۰۰، کفار: ۱۰۰۰۰۰	کفار جنگ کیے بغیر ڈر کر بھاگ گئے۔

سوال نمبر ۱۰۱: مسلمانوں کو جہاد کی اجازت کب ملی اور اسلام کی پہلی جنگ کب لڑی گئی؟

جواب: مسلمانوں کو جہاد کی اجازت شعبان سن ۲/ہجری میں ملی اور اسی سال ۱۷/رمضان المبارک کو پہلی جنگ لڑی گئی، جسے غزوۂ بدر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس غزوہ میں سترہ مسلمان شہید ہوئے، ستر کافر مارے گئے اور ستر کافروں کو قیدی بنایا گیا۔

سوال نمبر ۱۰۲: غزوۂ بدر کیوں پیش آیا؟ اس کا پس منظر بیان کرو؟

جواب: مدینہ ہجرت کرنے کے بعد کفارِ مکہ مسلمانوں کے اور بھی سخت دشمن بن گئے تھے اور مسلمانوں کو ڈرانا دھمکانا بھی شروع کر دیا تھا نیز مدینہ کے یہود اور جو لوگ مسلمان نہیں ہوئے تھے انھیں بھی ورغلانے لگے تھے کہ مسلمانوں کو مدینہ سے باہر نکال دو۔ پھر اللہ نے جنگ کی اجازت دے دی تو نبی کریم ﷺ نے مدینہ کے اردگرد اپنی دفاع کے لیے فوجی دستوں کو بھیجنا شروع کر دیا۔ چناں چہ رمضان سن ۲/ہجری میں جب قریش کا ایک تجارتی قافلہ ابوسفیان کی نگرانی میں بہت سارے مال و زَر کے ساتھ شام سے واپس ہو رہا تھا تو کسی بڑی تیاری کے بغیر آپ ﷺ صحابۂ کرام کے ساتھ نکلے تاکہ ان کے کچھ مالوں پر قبضہ کر کے انھیں صلح کرنے پر مجبور کر دیں اور پھر آئندہ وہ لوگ مسلمانوں کو

پریشان نہ کر سکیں، مگر ابوسفیان کو یہ بات معلوم ہوگئی اور انھوں نے یہ اطلاع مکہ پہنچادی۔ ابوسفیان تو قافلے کو دوسرے راستے سے بچالے گئے، مگر ان کے بچاؤ کے لیے آیا ہوا دستہ جنگ کے لیے آمادہ ہوگیا، پھر بدر کے مقام پر مسلمانوں اور کفارِ قریش کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہوئی۔

سوال نمبر ۱۰۳: غزوۂ احد کیوں پیش آیا؟ اور اس غزوہ میں فریقین کا کس قدر جانی نقصان ہوا؟

جواب: مشرکینِ مکہ نے غزوۂ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اس لیے یہ غزوہ پیش آیا۔ اس غزوہ میں میں ۷۰/ مسلمان شہید ہوئے اور ۳۷/ کافر مارے گئے۔

سوال نمبر ۱۰۴: غزوۂ احد میں مسلمانوں کو بہت زیادہ جانی نقصان کیوں اٹھانا پڑا؟

جواب: غزوۂ احد میں غیر شعوری طور پر حکمِ رسول کی نافرمانی کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت زیادہ جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ ہوا یہ کہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے ہی نبی ﷺ نے جبلِ رُماۃ پر ۵۰/ تیر اندازوں کو یہ کہہ کر مقرر فرما دیا کہ تم پیچھے سے ہماری حفاظت کرنا، اگر ہم مارے جائیں تب بھی ہماری مدد کو نہ آنا اور اگر ہمیں مالِ غنیمت اکٹھا کرتے ہوئے دیکھنا تب بھی ہمارے ساتھ شامل نہ ہونا، مگر جب مجاہدین دشمن پر غالب آگئے تو تیر اندازوں نے سمجھا کہ ہم جنگ جیت چکے ہیں اور پھر ان میں سے بیش تر لوگ اپنی جگہ چھوڑ کر عام مجاہدین کے پاس چلے آئے، جس سے دشمن کو موقع مل گیا اور پیچھے سے حملہ کر کے جنگ کا پانسہ ہی بدل دیا۔

سوال نمبر ۱۰۵: کیا کسی غزوہ میں پیارے نبی ﷺ بھی زخمی ہوئے تھے؟

جواب: جی ہاں! غزوۂ اُحد میں پیارے نبی ﷺ بھی زخمی ہوئے تھے، آپ کے سامنے کے دانت شہید ہوئے اور لوہے کی ٹوپی کی کڑیاں سر میں دھنس گئی تھیں۔

سوال نمبر ۱۰۶: صلح حدیبیہ کب پیش آیا اور اس کا پس منظر کیا تھا؟

جواب: صلح حدیبیہ ذی قعدہ ٦ھ میں پیش آیا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرہ کے لیے مکہ کا سفر کیا، مگر راستے ہی میں مکہ سے ۱۶/ کلومیٹر کے فاصلے پر حدیبیہ کے مقام پر ہی کفارِ مکہ نے روک دیا اور پھر کئی دنوں تک دونوں فریق کے درمیان بات چیت ہوتی رہی اور آخر میں چند شرائط پر صلح ہوئی، اُسی کو صلح حدیبیہ کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۰۷: صلح حدیبیہ کے موقع پر پیارے نبی ﷺ نے قریش کے پاس کسے اپنا سفیر بنا کر بھیجا؟

جواب: صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی ﷺ نے قریش کے پاس عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر اور نمائندہ بنا کر بھیجا تاکہ انھیں یہ پیغام دیا جائے کہ مسلمان لڑنے کے لیے نہیں، بلکہ صرف عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔

سوال نمبر ۱۰۸: بیعتِ رضوان کسے کہتے ہیں اور اِس بیعت میں کتنے لوگ شامل تھے؟

جواب: بیعتِ رضوان وہ بیعت ہے، جو صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر کی تھی، کیوں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ افواہ پھیل گئی تھی کہ کفارِ مکہ نے انھیں قتل کر دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم عثمان کا بدلہ لیے بغیر نہیں لوٹیں گے، چاہے جان ہی چلی جائے اور اسی بات پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بیعت کی دعوت دی، چناں چہ وہاں پر موجود چودہ سو (۱۴۰۰) سے زائد صحابۂ کرام نے بیعت کیا۔

سوال نمبر ۱۰۹: صلح حدیبیہ کے دفعات کب طے ہوئے اور وہ دفعات کیا تھے؟

جواب: صلح حدیبیہ کے شرائط و دفعات بیعتِ رضوان کے بعد طے ہوئے اور وہ درج ذیل ہیں:

① مسلمان آیندہ سال آکر عمرہ کریں اور صرف تین دن تک یہاں ٹھہرنے کی اجازت ہوگی۔

② دس سال تک جنگ بندی رہے گی، آپس میں آنا جانا اور لین دین جاری رہے گا، جو قبیلے اس صلح میں شامل ہونا چاہیں اور جس کے ساتھ شامل ہونا چاہیں شامل ہو سکتے ہیں۔

③ مسلمانوں میں سے اگر کوئی شخص قریش کے ساتھ جا ملے تو مکہ والے اسے واپس نہیں کریں گے اور اگر مکّے کا کوئی شخص ان کی رَضا مندی کے بغیر مسلمانوں سے جا ملے تو مسلمان اُسے مکہ والوں کے پاس واپس بھیج دیں گے۔

سوال نمبر ۱۱۰: صلح کی شرائط لکھے جانے کے وقت کون سا اہم واقعہ پیش آیا؟

جواب: صلح کی شرائط اور عہد نامہ لکھے جانے کے وقت قریشِ مکہ کی طرف سے صلح کرنے والے سہیل بن عمرو کے بیٹے ابوجَندل رضی اللہ عنہ بھاگ کر وہاں پہنچ گئے، وہ مسلمان ہو گئے تھے اور لوہے کی زنجیر اُن کے پاؤں میں تھی۔ سہیل نے کہا کہ یہ قریشِ مکہ سے ہیں، اس لیے صلح کی شرائط کے مطابق ان کو میرے حوالے کر دو۔

مسلمانوں نے کہا کہ ابھی عہد نامے پر دستخط نہیں ہوئے ہیں، اس لیے اُس کی شرطوں پر عمل نہیں ہو سکتا ہے۔ سہیل نے کہا کہ تب ہم صلح ہی نہیں کرتے۔ لٰہذا رسول اللہ ﷺ نے ابو جندل کو ان کے حوالے کر دیا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک ہی سال کے اندر مکہ کے تین سو آدمی ان کی کوشش سے مسلمان ہو گئے۔

سوال نمبر ۱۱۱: کفار مکہ صلح حدیبیہ کے لیے کیوں تیار ہوئے؟

جواب: کفارِ مکہ صلح حدیبیہ کے لیے اس لیے تیار ہوئے، کیوں کہ بیعتِ رضوان کی وجہ سے وہ لوگ ڈر گئے تھے کہ کہیں جنگ کی نوبت نہ آجائے اور ہم مارے جائیں۔

سوال نمبر ۱۱۲: قرآن کریم میں صلحِ حدیبیہ کو "فتح مبین" (کھلی جیت) کیوں کہا گیا ہے؟

جواب: قرآن کریم میں صلحِ حدیبیہ کو فتحِ مبین اس لیے کہا گیا ہے، کیوں کہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کو بے شمار فوائد حاصل ہوئے۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے وجود کو تسلیم کیا گیا نیز جنگ بندی اور امن قائم ہونے کی وجہ سے اسلام کو پھلنے پھولنے کا خوب موقع ملا۔

سوال نمبر ۱۱۳: پیارے نبی ﷺ نے اسلام لانے کے لیے کب اور کن مشہور بادشاہوں اور اُمراء کے نام خطوط لکھے اور اُنھوں نے کیا جواب دیا؟

جواب: صلح حدیبیہ کے بعد ۷ ھ میں پیارے نبی ﷺ نے اپنے وقت کے درج ذیل مشہور بادشاہوں اور امراء کے نام خطوط لکھے، انھیں اسلام لانے کی دعوت دی اور ان کے پاس اپنے سفیر بھیجے:

① **شاہِ حبش اَصحَمہ نجاشی**، یہ مسلمان ہو گئے۔ ② **شاہِ بحرین مُنذِر بن ساوی**، یہ اور ان کی بہت سی رعایا مسلمان ہو گئی۔ ③ **شاہِ عمّان جیفر** اور ان کے بھائی **عبد**، دونوں مسلمان ہو گئے۔ ④ **شاہِ ایران خسرو پرویز**، اس نے رسول اللہ ﷺ کے مراسلہ کو چاک کر دیا۔ ⑤ **شاہِ مصر مقوقس**، یہ بھی مسلمان نہیں ہوئے، مگر آپ کے لیے قیمتی تحفے بھیجے۔ ⑥ **ملکِ** شام کا گورنر اور دمشق کا حاکم **مُنذِر بن حارث غسّانی**، یہ بھی مسلمان نہیں ہوا۔ ⑦ **حاکمِ یمامہ ہَوذہ**، یہ بھی مسلمان نہیں ہوا۔ ⑧ **شاہِ روم قیصرِ ہرقل**، حکومت جانے کے ڈر سے یہ بھی مسلمان نہیں ہوا۔ [رحمۃ للعالمین: ۱۵۱-۱۵۹]

سوال نمبر۱۱۴: مکہ کب فتح ہوا؟ جنگ بندی کے باوجود پیارے نبی ﷺ کو مکہ پر کیوں چڑھائی کرنی پڑی؟

جواب: مکہ رمضان المبارک ۸ ہجری میں فتح ہوا۔ جنگ بندی کے باوجود پیارے نبی ﷺ کو مکہ پر اس لیے چڑھائی کرنی پڑی، کیوں کہ مکہ والوں نے جنگ بندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے صلحِ حدیبیہ کے معاہدے کو توڑ ڈالا تھا۔[1]

سوال نمبر۱۱۵: پیارے نبی ﷺ نے فتحِ مکہ کے موقع پر مکہ والوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا اور مکہ میں داخل ہونے کی کیفیت کیا تھی؟

جواب: مکہ کے جن مشرکین نے پیارے نبی ﷺ اور مسلمانوں کو مکہ کے اندر تکلیف دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، آپ کو اور مسلمانوں کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا، فتحِ مکہ کے موقع پر ان سے بدلہ لینے کا اچھا موقع تھا، مگر سوائے چند لوگوں کے آپ نے سب کو معاف کر دیا اور یہ اعلان فرمایا: ”جو ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہے، جو مسجدِ حرام میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہے اور جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا وہ امن میں ہے۔“ پیارے نبی ﷺ مکہ میں ایک امن پسند عادل فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے اور انھیں لوگوں سے قتال کیا جن کی طرف سے لڑائی کی پہل ہوئی۔ پھر حرم میں داخل ہوئے اور بغیر احرام کے ہی بیت اللہ کا طواف کیا، عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے کعبہ کی چابی لے کر اس کے اندر اور باہر کے سبھی بتوں کو توڑ ڈالا، پھر چابی واپس انھیں کے حوالے کر دی اور مکہ والوں کو مخاطب کر کے فرمایا: ”آج تم پر

---

[1] اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے تقریباً دو سال بعد سن ۸/ہجری میں مکہ کے اندر پیارے نبی ﷺ کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ پر قریشِ مکہ کے حلیف قبیلہ بنوبکر نے حملہ کر کے چند لوگوں کو قتل کر دیا اور قریشِ مکہ نے بھی خفیہ طور پر ان کی مدد کی۔ جب آپ ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے قریش کے پاس اپنا نمائندہ بھیج کر اپنی تین شرطیں رکھیں کہ یا تو مقتولین کی دیت دو یا بنوبکر سے الگ ہو جاؤ یا پھر حدیبیہ میں ہونے والے معاہدے کو ختم کرو۔ قریش نے جواب دیا کہ ہم حدیبیہ کا معاہدہ توڑ رہے ہیں۔ چناں چہ معاہدہ ختم ہونے سے گویا جنگ بندی بھی ختم ہو گئی، اس لیے آپ نے بنوبکر سے بدلہ لینے کے لیے مکہ پر چڑھائی کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اُدھر مکہ والوں کو جب حالات کی سنگینی کا اندازہ ہوا تو انھوں نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو مدینہ بھیجا کہ وہ آپ سے صلح کی مدت کو بڑھانے کے لیے گفتگو کریں، مگر آپ نے ان کی ایک نہ سنی پھر وہ ابوبکر، عمر اور علی رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کے پاس باری باری گئے اور ان سے سفارش کرانی چاہی، مگر سبھوں نے سفارش کرنے سے انکار کر دیا، بالآخر وہ مایوس ہو کر مکہ لوٹ گئے۔ پیارے نبی ﷺ نے نہایت رازداری کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کرنے کی تیاری شروع کر دی اور اللہ سے دعا فرمائی کہ اے اللہ! قریش تک یہ خبر پہنچنے سے روک لے۔ اللہ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی اور تھوڑے ہی دنوں بعد آپ ﷺ دس ہزار کی فوج لے کر مکہ میں داخل ہو گئے اور کسی بڑی مزاحمت کے بغیر مکہ فتح ہو گیا۔

کوئی سرزنش نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔" ۹/افراد ایسے تھے، جنھوں نے مسلمانوں کو بڑی تکلیفیں پہنچائی تھیں، اس لیے آپ نے ان کا خون رائیگاں قرار دیا، لیکن اُن میں سے بھی صرف چار قتل کیے گئے، بقیہ پانچ لوگوں کی جاں بخشی ہوئی اور انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔

سوال نمبر ۱۱۶: وفود کا سال کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: ۹ھ کو "عام الوفود" یعنی وفود کا سال کہتے ہیں۔ وفود وفد کی جمع ہے اور ایک سے زائد افراد کے گروہ کو وفد کہتے ہیں، فتحِ مکہ کے بعد سن ۹/ہجری میں ملکِ عرب کے زیادہ تر قبائل کے لوگ وفد کی شکل میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر کے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا، اس لیے اس سال کو وفود کی آمد کا سال کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۱۷: پیارے نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں کتنے حج اور عمرہ کیے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں صرف ایک مرتبہ ۱۰ھ میں حج کیا، جسے حجۃ الوداع (آخری حج) کہا جاتا ہے اور چار عمرہ کیے: ① صلح حدیبیہ والا عمرہ ② صلح حدیبیہ کے موقع پر عمرہ سے روک دیے جانے کے بعد ۷ھ میں ادا کیا جانے والا عمرۂ قضاء ③ غزوۂ حنین کی کامیابی کے بعد واپسی کے موقع پر مقامِ جِعِرّانہ سے احرام باندھ کر ۸ھ میں ادا کیا جانے والا عمرہ ④ حجۃ الوداع کے ساتھ کیا جانے والا آخری عمرہ۔[1]

سوال نمبر ۱۱۸: پیارے نبی ﷺ کی آخری بیماری کب شروع ہوئی؟ اور یہ بیماری کتنے دنوں تک رہی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ ماہِ صفر کی آخری تاریخ یا ماہِ ربیع الاوّل کی ابتداء میں ۱۱ھ کو ایک جنازے میں شرکت کے لیے بقیع غرقد تشریف لے گئے اور واپس ہوئے تو اپنے سر میں شدید درد محسوس کرنے لگے۔ یہ آپ کی آخری بیماری کی ابتدا تھی اور یہ بیماری تقریباً تیرہ دنوں تک رہی۔

[1] انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق پیارے نبی ﷺ نے مذکورہ چار عمرے اور ایک حج ادا فرمایا نیز حج کے ساتھ کیے جانے والے عمرہ کو چھوڑ کر باقی سارے عمرے ذی قعدہ کے مہینے میں ادا فرمایا۔ [صحیح بخاری: ۴۱۴۸، صحیح مسلم: ۱۲۵۳] واضح رہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب پیارے نبی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو عمرہ کرنے سے روک دیا گیا تو آپ نے وہیں جانور قربان کیا اور سر کے بال منڈائے اور تمام صحابہ نے بھی اس عمل میں آپ کی پیروی کی، اسی لیے اسے پیارے نبی ﷺ اور مسلمانوں کی جانب سے ادا کیا جانے والا مستقل عمرہ شمار کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر۱۱۹: بیماری کے دنوں میں پیارے نبی ﷺ نے نماز پڑھانے کے لیے کسے منتخب فرمایا اور انھوں نے کتنے وقت کی نمازیں پڑھائیں؟

جواب: بیماری کے دنوں میں پیارے نبی ﷺ نے نماز پڑھانے کے لیے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا اور اُنھوں نے وفات سے پہلے والے جمعرات کے دن سے عشاء کی نماز پڑھانی شروع کی، درمیان میں ایک دن نمازِ ظہر میں آپ ﷺ تشریف لائے اور امامت فرمائی، اس طرح انھوں نے سولہ یاسترہ وقت کی نمازیں پڑھائیں۔ [صحیح بخاری: ۶۸۳، ۶۸۴، ۴۴۲۹، سنن ابن ماجہ: ۱۲۳۲]

سوال نمبر۱۲۰: پیارے نبی ﷺ نے زندگی کے آخری ایام کس بیوی کے کمرے میں گزارے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے زندگی کے آخری ایام عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں گزارے۔

سوال نمبر۱۲۱: پیارے نبی ﷺ کی آخری وصیت کیا تھی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی آخری وصیت نماز قائم کرنے اور لونڈی و خادم کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے متعلق تھی۔

سوال نمبر۱۲۲: پیارے نبی ﷺ کی وفات کب اور کہاں ہوئی اور اس وقت آپ کی عمر کتنی تھی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی وفات سوم کے دن ۱۲/ ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۶/ جون ۶۳۲ء کو چاشت کے وقت مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) برس چار دن کی تھی۔[1]

---

[1] دیکھیے: السیرۃ النبویۃ لابن کثیر: ۴/۵۰۹، وفاتِ نبوی کے بارے میں ۱۲/ ربیع الاول کی تاریخ بہت مشہور ہے اور یہی جمہور اہلِ علم کا موقف ہے، لیکن بعض محققین کی دقیق علمی تحقیق سے یہ تاریخ محلِ نظر معلوم ہوتی ہے، کیوں کہ صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ سوم ہی کے دن پیارے نبی ﷺ کی وفات ہوئی اور یہ بھی ثابت ہے کہ ۱۰ھ میں ۹/ ذی الحجہ (یوم عرفہ) جمعہ کے دن پڑا تھا، اس اعتبار سے باقی مہینوں کے طبعی دور کے مطابق حساب کریں تو ۱۱ھ میں ۱۲/ ربیع الاول کو سوم کا دن نہیں پڑتا ہے، البتہ ۱۲/ ربیع الاول سوم کا دن اسی وقت ہوگا جب اہلِ مدینہ اور اہلِ مکہ کی قمری تاریخوں میں اختلافِ مطلع کی صورت تسلیم کی جائے اور اس بات کی توثیق بعض دیگر مضبوط قرائن و شواہد سے ہوتی ہے، جسے علمائے متقدمین نے پیش کیا ہے، لہٰذا ایسی صورت میں تاریخِ وفات ۱۲/ ربیع الاول ہی راجح ہوگی۔ جب کہ خوارزمی وغیرہ یکم ربیع

سوال نمبر ۱۲۳: وفات کے وقت پیارے نبی ﷺ کے آخری الفاظ کیا تھے؟

جواب: وفات کے وقت پیارے نبی ﷺ کے آخری الفاظ یہ تھے: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى)) "اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے "رفیقِ اعلیٰ" سے ملا دے۔" اور آپ نے ((اَللّٰهُمَّ! بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى)) تین مرتبہ دہرایا۔

سوال نمبر ۱۲۴: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا کیا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کمرے میں داخل ہوئے، آپ کا چہرہ کھولا اور جھک کر بوسہ دیا اور رونے لگے، پھر فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ کی قسم! اللہ آپ پر دو موتیں کبھی نہیں جمع فرمائے گا، آپ کے مقدّر میں جو موت لکھی تھی وہ آپ پر طاری ہو چکی ہے اور آپ وفات پا چکے ہیں۔

سوال نمبر ۱۲۵: پیارے نبی ﷺ کی وفات سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی وفات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیشہ رہنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی پاک ذات ہے، باقی سب کی موت یقینی ہے۔

سوال نمبر ۱۲۶: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد دین کی باتیں ہمیں کہاں سے حاصل ہوں گی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد دین کی باتیں ہمیں قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ کی صحیح احادیث سے حاصل ہوں گی۔

سوال نمبر ۱۲۷: کیا پیارے نبی ﷺ کی زندگی میں ہی دینِ اسلام مکمل ہو گیا تھا؟

جواب: جی ہاں! پیارے نبی ﷺ کی زندگی میں ہی دینِ اسلام مکمل ہو گیا تھا، جیسا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ۹/ذی الحجہ کو جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ: ﴿...اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ

الاول اور ابن کلبی و سہیلی وغیرہ ۲/ربیع الاوّل کے قائل ہیں، حافظ ابن حجر عسقلانی نے ۲/ربیع الاول کو راجح قرار دیا ہے۔[فتح الباری: ۸/۱۳۰] اور قاضی محمد سلیمان منصور پوری ۱۳/ربیع الاول کے قائل ہیں۔[رحمۃ للعالمین: ۲/۳۶۸]

اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا...﴾ ”آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا۔“ [المائدۃ:۳] نازل فرما کر نبی ﷺ کی زندگی ہی میں دین کے مکمل ہونے کا اعلان فرما دیا ہے۔

سوال نمبر ۱۲۸: پیارے نبی ﷺ کو کب اور کن لوگوں نے غسل دیا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کو منگل کے دن عباس، علی، فضل، قُثَم، شُقران، اسامہ بن زید اور اَوس بن خَوِلِی رضی اللہ عنہم نے کپڑے اتارے بغیر کپڑے کے ساتھ غسل دیا۔ عباس اور اُن کے دو بیٹے فضل و قثم رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی کروٹ بدل رہے تھے۔ اسامہ اور شقران رضی اللہ عنہما پانی بہا رہے تھے، علی رضی اللہ عنہ غسل دے رہے تھے اور اوس رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے سینے سے ٹیک دے رکھی تھی۔ [الرحیق المختوم ص:۷۴۳]

سوال نمبر ۱۲۹: پیارے نبی ﷺ کی نمازِ جنازہ کیسے ادا کی گئی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی تدفین جس کمرے میں ہوئی، اس کے اندر باری باری ٹولی کی شکل میں تقریباً دس دس لوگ داخل ہوتے اور نمازِ جنازہ پڑھ کر نکل جاتے۔

سوال نمبر ۱۳۰: پیارے نبی ﷺ کی قبر کہاں، کس نے اور کیسی کھودی؟

جواب: مدینہ طیبہ کے اندر عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں، جس جگہ پیارے نبی ﷺ کی وفات ہوئی، وہیں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بغلی قبر کھودی۔

سوال نمبر ۱۳۱: پیارے نبی ﷺ کو کب دفن کیا گیا؟ جسمِ اَطہر کو کن لوگوں نے قبر میں اُتارا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کو بدھ کی رات میں دفن کیا گیا۔ علی بن ابی طالب، فضل بن عباس، اسامہ بن زید اور عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہم نے جسم اطہر کو قبر کے اندر اُتارا۔

سوال نمبر ۱۳۲: پیارے نبی ﷺ کی زندگی ہمارے لیے کیا حیثیت رکھتی ہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی زندگی ہمارے لیے ”اسوۂ حسنہ“ یعنی بہترین نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

سوال نمبر ۱۳۳: پیارے نبی ﷺ کی پاک بیویوں کے نام بتاؤ؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی پاک بیویوں کے نام یہ ہیں: ① خدیجہ بنت خُوَیلِد، ② سودہ بنت

زَمعہ، (3) عائشہ بنت ابوبکر صدیق، (4) حفصہ بنت عمر، (5) زینب بنت خُزیمہ، (6) ام سلمہ بنت ابو اُمیہ، (7) زینب بنت جحش، (8) جویریہ بنت حارث، (9) اُم حبیبہ رَملہ بنت ابوسفیان، (10) صفیہ بنت حُی بن اَخطب، (11) میمونہ بنت حارث

سوال نمبر ۱۳۴: پیارے نبی ﷺ کی زندگی میں وفات پانے والی بیویوں کے نام بتاؤ؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی زندگی میں وفات پانے والی بیویوں کے نام یہ ہیں: خدیجہ بنت خُوَیلد رضی اللہ عنہا اور زینب بنت خُزیمہ رضی اللہ عنہا۔

سوال نمبر ۱۳۵: وفاتِ نبوی کے وقت ازواجِ مطہرات کی تعداد کتنی تھی؟

جواب: وفاتِ نبوی کے وقت ازواجِ مطہرات کی تعداد نو(۹) تھی۔

سوال نمبر ۱۳۶: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے اور سب سے آخر میں وفات پانے والی بیویوں کے نام بتاؤ؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وفات ۲۰ ھ میں ہوئی اور سب سے آخر میں ام سلمہ بنت ابواُمیہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۶۲ ھ میں ہوئی۔

سوال نمبر ۱۳۷: پیارے نبی ﷺ کی بیویوں کو کیا کہا جاتا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ ان کا کیا رشتہ ہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی بیویوں کو "اُمّہات المؤمنین" کہا جاتا ہے یعنی وہ سب مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ جس طرح اپنی ماں سے نکاح کرنا جائز نہیں اُسی طرح کسی اُمتی کے لیے اَزواجِ مُطَہَّرات میں سے کسی سے بھی نکاح کرنا جائز نہیں تھا۔

سوال نمبر ۱۳۸: پیارے نبی ﷺ نے متعدّد شادیاں کیوں کیں؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کو خصوصی طور پر اللہ نے بیک وقت چار سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت دے رکھی تھی، اس لیے آپ نے متعدّد شادیاں کیں اور اس کے پیچھے تعلیمی وتشریعی اور معاشرتی و سیاسی وغیرہ کئی مقاصد کارفرما تھے۔

✿ ✿ ❁ ✿ ✿

نبی کریم ﷺ کے شمائل وعادات

سوال نمبر ۱۳۹: پیارے نبی ﷺ کا اخلاق کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کا اخلاق بہت عمدہ تھا۔ آپ بچپن ہی سے اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ اللہ نے فرمایا: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ ”اور یقیناً آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں۔“ [القلم: ۴] عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیارے نبی ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتایا کہ قرآن مجید آپ کا خُلق ہے۔ [صحیح مسلم: ۷۴۶] یعنی نبی کریم ﷺ قرآنی تعلیمات کا عملی نمونہ تھے، ہر طرح کی اچھائیاں آپ کے اندر موجود تھیں اور تمام طرح کی برائیوں سے آپ دور تھے۔

سوال نمبر ۱۴۰: پیارے نبی ﷺ کا حلیہ مبارک کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کا چہرۂ مبارک چاند جیسا خوب صورت، سرخی مائل سفید اور پُر نور تھا، آپ کا قد درمیانہ تھا، نہ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قد تھے۔ سر کے بال کانوں یا شانوں تک پہنچتے تھے اور ان بالوں کی کیفیت یہ تھی کہ نہ تو بالکل مڑے ہوئے تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے، ہاتھ بھرے بھرے اور ریشم سے زیادہ نرم تھے، منہ کشادہ تھا، آنکھیں سفیدی میں سرخی لیے ہوئی تھیں، ایڑیاں کم گوشت والی ہلکی تھیں اور پسینہ بے حد خوشبودار تھا۔ گویا آپ ﷺ اخلاقی اور جسمانی دونوں اعتبار سے سب سے بہتر تھے۔

سوال نمبر ۱۴۱: کیا یہ بات صحیح ہے کہ پیارے نبی ﷺ کا سایہ نہیں تھا؟

جواب: یہ بات صحیح نہیں ہے، کیوں کہ کسی بھی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ پیارے نبی ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔

سوال نمبر ۱۴۲: کیا پیارے نبی ﷺ عالم الغیب اور مختارِ کُل تھے؟

جواب: جی نہیں! پیارے نبی ﷺ عالم الغیب اور مختارِ کُل نہیں تھے، اگر آپ عالم الغیب اور مُختارِ کُل ہوتے تو آپ پر مصیبتیں نہ آتیں اور آپ اپنے چچا ابو طالب کو ضرور مسلمان بنا لیتے۔ عالم الغیب اور مُختارِ کُل

صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی اور کو عالم الغیب اور مُختارِ کل سمجھنا شرک ہے۔

سوال نمبر ۱۴۳: کیا پیارے نبی ﷺ ہماری طرح بشر و انسان اور اللہ کے بندے ہیں؟

جواب: جی ہاں! پیارے نبی ﷺ بھی ہماری طرح بشر و انسان اور اللہ کے بندے ہیں۔

سوال نمبر ۱۴۴: پیارے نبی ﷺ کی سب سے مکمل صفت بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی سب سے مکمل صفت اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہونا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں محمد بن عبداللہ، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اللہ کی قسم! مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ تم مجھے میرے اس مقام سے زیادہ آگے بڑھاؤ جس پر مجھے اللہ عز و جل نے رکھا ہے۔" [مسند احمد: ۱۲۵۵۱]

سوال نمبر ۱۴۵: اہلِ خانہ کے ساتھ پیارے نبی ﷺ کا برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: اہلِ خانہ کے ساتھ پیارے نبی ﷺ بڑی نرمی سے پیش آتے، ان کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے، ان کے پاس رات گزارنے اور انھیں نان و نفقہ دینے میں عدل سے کام لیتے، جب سفر کرتے تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کرتے اور جن کا نام نکل آتا انھیں اپنے ساتھ سفر پر لے جاتے، اُن کی دل جوئی کرتے اور اُن کے جائز مطالبات کو پورا کرتے، کھانے میں عیب نہیں نکالتے تھے، بلکہ خواہش ہوتی تو کھا لیتے اور اگر ناپسند ہوتا تو چھوڑ دیتے۔

سوال نمبر ۱۴۶: بچوں کے ساتھ پیارے نبی ﷺ کا برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: بچوں کے ساتھ پیارے نبی ﷺ بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے، ان سے بے تکلُّفی سے باتیں کرتے، انھیں دعائیں دیتے، گود میں اٹھاتے اور بوسہ دیتے۔ اُنھیں سلام کرتے اور ان کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرتے۔ بچے اگر کبھی کپڑے پر پیشاب کر دیتے تو نہ بُرا مانتے اور نہ ان کی گندگی صاف کرنے میں شرم و عار محسوس کرتے۔ نماز میں اگر بچوں کے رونے کی آواز سن لیتے تو نماز مختصر کر دیتے، لیکن اگر بچے غلطی کرتے تو فوراً تنبیہ کرتے، انھیں سمجھاتے اور ان کی مناسب تربیت فرماتے تھے۔

سوال نمبر ۱۴۷: خادموں کے ساتھ پیارے نبی ﷺ کا برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: خادموں کے ساتھ پیارے نبی ﷺ کا برتاؤ بہت اچھا ہوتا تھا، آپ ان کے ساتھ نرمی کرتے اور عفو

و درگزر سے کام لیتے تھے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے دس سالوں تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، مگر آپ نے کبھی انھیں ڈانٹا نہیں اور نہ کسی کام کے بارے میں اعتراض کیا۔[صحیح بخاری:۶۰۳۸، صحیح مسلم:۲۳۰۹]

سوال نمبر ۱۴۸: لوگوں کے ساتھ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عام برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنسی خوشی سب سے ملتے جلتے اور اپنی مجلسوں میں ہنسی و مزاح بھی کر لیتے، مگر ہنسی و مزاح میں بھی سچ بولتے۔ چھوٹے بڑے سب کا خیال رکھتے اور ہر ایک کی دعوت قبول فرماتے۔ مہمانوں کی ضیافت کرتے اور خود بھی مہمان بنتے تھے۔ یتیموں، بیواؤں، مسکینوں، کمزوروں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتے۔ غلاموں اور لونڈیوں کا خاص خیال رکھتے۔ مریضوں کی عیادت کرتے اور ان کے لیے علاج بھی تجویز کرتے حتیٰ کہ کوئی لونڈی یا غلام بیمار ہو جاتا تو اس کی بھی خبر گیری کرتے۔ مسلمانوں کی تجہیز و تکفین اور جنازہ میں شامل ہوتے۔ ہر ایک کے ساتھ معاملہ صاف رکھتے اور اگر قرض لیتے تو اسے بہتر انداز میں واپس لوٹاتے۔ اپنے پرائے اور امیر و غریب سب کے درمیان عدل کرتے اور سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرتے۔ صحابہ کے ساتھ مل کر کام کرتے اور اپنے کاموں کو خود کر لیتے تھے۔

سوال نمبر ۱۴۹: غیر مسلموں کے ساتھ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: غیر مسلموں کے ساتھ بھی پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ بہت مشفقانہ تھا۔ آپ ان کی اذیتوں پر صبر کرتے اور جوابی کارروائی کرنے کے بجائے ہر ایک کے ساتھ معافی اور رحم دلی کا سلوک فرماتے تھے۔ ان کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے پیش آتے اور خندہ پیشانی سے ملتے تھے، ان کے ہدایا و تحائف کو قبول فرماتے، ان کی خوشی اور غم میں شرکت فرماتے اور ان سے کیے گئے وعدے کو پورا کرتے تھے۔ آپ اپنی ذات سے کبھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے تھے، بلکہ ہر ایک کے حقوق کا خیال رکھتے، لیکن دین و شریعت کے معاملے میں ذرا بھی غفلت اور سستی سے کام نہیں لیتے تھے، بلکہ فوراً تنبیہ اور اصلاح فرماتے۔

سوال نمبر ۱۵۰: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو اور عام لوگوں کو کن باتوں سے محفوظ رکھا؟

جواب: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو تین باتوں سے محفوظ رکھا: ❶ ریاکاری سے ❷ کسی چیز کی کثرت سے ❸ اور لایعنی بات چیت سے۔ اور تین باتوں سے لوگوں کو محفوظ رکھا: ❶ کسی کی مذمت کرنے سے ❷ کسی کو شرم و عار دلانے سے ❸ اور کسی کی عیب جوئی کرنے سے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کسی کی مذمت کرتے

تھے، نہ کسی کو عار دلاتے تھے اور نہ کسی کی عیب جوئی کرتے تھے۔[الرحیق المختوم ص: ۷۶۲]

سوال نمبر۱۵۱: پیارے نبی ﷺ کی شجاعت و بہادری کی کیفیت بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ سب سے زیادہ بہادر تھے، لڑائی کے وقت دشمن کے قریب آپ خود ہوتے تھے۔ جب گھمسان کی لڑائی ہوتی اور دشمن ایک دوسرے کے مقابل ہوتا تو صحابہ آپ کو ڈھال بناتے تھے۔ رات میں کبھی دشمن کے حملہ کرنے کا خوف ہوتا تو سب سے پہلے آپ اس کا جائزہ لیتے۔[دیکھیے: مسند احمد: ۱۳۴۷، صحیح بخاری: ۲۹۰۸]

سوال نمبر۱۵۲: پیارے نبی ﷺ کے عفو و درگزر کا حال بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ انتہائی شفیق و مہربان، مصیبتوں پر صبر کرنے والے اور بدلہ لینے کی قدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دینے والے تھے۔ آپ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ قوم کی طرف سے آپ کو سخت تکلیف دی گئی، مگر آپ نے انھیں معاف کر دیا۔ ایک مرتبہ آپ سو رہے تھے کہ ایک دشمن آیا، آپ پر تلوار اٹھالی، گستاخی سے آپ کو جگایا اور کہنے لگا کہ تم کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: **اللہ!** یہ ایمانی قوت اور ہمت دیکھ کر تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور وہ کانپنے لگا، تلوار آپ نے اٹھالی اور اسے معاف کر دیا۔

سوال نمبر۱۵۳: پیارے نبی ﷺ کے شرم و حیا کی کیفیت بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ شرم و حیا کے پیکر اور باحیا تھے، آپ نے کبھی کسی اجنبی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ”نبی ﷺ گھروں میں رہنے والی کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ باحیا تھے، جب آپ کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو ہم اسے آپ کے چہرے سے پتا لگا لیا کرتے تھے۔“[صحیح بخاری: ۳۵۶۲، صحیح مسلم: ۲۳۲۰]

سوال نمبر۱۵۴: پیارے نبی ﷺ کے خطبہ دینے کا انداز کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ اپنے خطبے کا آغاز اللہ کی حمد و ثنا سے کرتے تھے اور لوگوں کی ضرورت کے مطابق آپ کا خطبہ ہوا کرتا تھا۔ خطبہ دیتے وقت کبھی آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور جوش بڑھ جاتا،

گویا آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہوں اور کبھی نرمی والے انداز میں خطبہ دیتے۔[دیکھیے: صحیح مسلم: ۸۶۷]

سوال نمبر ۱۵۵: پیارے نبی ﷺ کی گفتگو کا انداز کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ فحش گو اور بدزبان نہیں تھے، بلاضرورت اور لایعنی گفتگو نہیں فرماتے تھے، نرم لہجے میں بات چیت کرتے اور ہمیشہ سچ بولتے تھے، جلدی جلدی بات کرنے کے بجائے ٹھہر ٹھہر کر واضح انداز میں بات کرتے تھے، آپ کی گفتگو کا ہر لفظ الگ الگ اور اس قدر واضح ہوتا تھا کہ جو بھی اسے سنتا سمجھ لیتا۔

سوال نمبر ۱۵۶: پیارے نبی ﷺ کے چلنے کا انداز کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ سب سے تیز، سب سے عمدہ اور سب سے مُتَوازِن، انتہائی تواضع اور انکساری والی چال چلتے تھے، کبھی دونوں پاؤں میں جوتا پہن کر اور کبھی ننگے پاؤں چلا کرتے تھے۔ کبھی صحابہ کے ساتھ چلتے اور کبھی اکیلے چلا کرتے تھے۔

سوال نمبر ۱۵۷: پیارے نبی ﷺ کے ہنسنے اور رونے کی کیفیت بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ قہقہہ لگا کر نہیں ہنستے تھے، بلکہ تبسم فرماتے تھے اور آپ کا زیادہ ہنسنا اس طرح ہوتا تھا کہ داڑھ ظاہر ہو جاتے تھے۔ رونے کا انداز بھی معتدل ہوتا تھا، زور زور سے دھاڑیں مار کر نہیں روتے تھے، بلکہ آپ کی آنکھیں بھر آتیں اور آنسو نکل آتے اور راتوں میں رونے کی کیفیت یہ ہوتی کہ آپ کے سینے سے ہانڈی سے جوش مارنے کی طرح آواز نکلتی۔

سوال نمبر ۱۵۸: پیارے نبی ﷺ اللہ کے چہیتے نبی ہونے کے باوجود کیوں روتے تھے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ اللہ کے چہیتے نبی ہونے کے باوجود کبھی اللہ کے خوف سے اور کبھی قرآن سن کر روتے تھے، کبھی آپ کا رونا میت پر رحمت کے لیے اور کبھی امت پر رحمت و شفقت کے لیے ہوتا تھا۔

سوال نمبر ۱۵۹: پیارے نبی ﷺ کے کھانے پینے کا طریقہ کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کو جو کچھ میسر ہوتا کھا لیتے، کھانے میں عیب نہیں نکالتے اور اگر کوئی چیز ناپسند ہوتی تو اسے حرام قرار دیے بغیر لوٹا دیتے، کھانے پینے کے شروع میں بسم اللہ کہتے اور فراغت کے بعد اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتے۔ دسترخوان زمین پر رکھا جاتا اور زمین ہی پر بیٹھ کر آپ کھانا کھاتے، نہ

بہت زیادہ کھاتے اور نہ ہی بہت کم، آپ تین انگلیوں سے کھاتے اور کھانے کے بعد انگلیاں چاٹتے تھے۔ پانی بھی آپ بیٹھ کر اور تین سانسوں میں پیتے تھے۔

سوال نمبر۱۶۰: پیارے نبی ﷺ کے سونے اور جاگنے کا طریقہ کیا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ رات کے پہلے حصے میں عشاء کی نماز کے بعد سوتے تھے، بستر پر آنے کے بعد سونے کی دعا پڑھتے پھر مُعَوِّذَات[1] وغیرہ پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور ہتھیلیوں کو اپنے سر، چہرہ اور جسم پر پھیرتے اور ایسا تین مرتبہ کرتے تھے نیز داہنی کروٹ پر رخسار کے نیچے داہنی ہتھیلی رکھ کر سوتے تھے، آپ کی نیند معتدل ہوتی تھی اور سونے کے بعد آپ کو کوئی بیدار نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ آپ خود بیدار ہو جائیں، آپ کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل بیدار رہتا تھا۔ رات کے آخری حصے میں نمازِ فجر سے کافی پہلے تہجد کے لیے بیدار ہو جاتے تھے، نیند سے بیدار ہوتے تو بیدار ہونے کی دعا پڑھتے پھر مسواک کرتے۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا تھا کہ آپ پوری رات سوتے رہیں یا پوری رات جاگتے رہیں۔

سوال نمبر۱۶۱: پیارے نبی ﷺ کے زُہد وورَع اور دنیا سے بے رغبتی کا حال بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کے زُہد وورَع اور دنیا سے بے رغبتی کا یہ عالَم تھا کہ آپ کے اہلِ خانہ آسودہ حال ہو کر مسلسل دو دنوں تک جَو کی روٹی نہیں کھا سکے۔ کئی کئی دنوں تک گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا، بلکہ صرف کھجور اور پانی پر گزارہ کر لیتے۔ کھجور کے تنوں کا بستر تھا، صحابہ نے نرم بستر مہیا کرنا چاہا، مگر آپ نے منع کر دیا۔ بھوک کی وجہ سے کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتے، مگر اللہ کی ناشکری نہیں کرتے۔ زہد وورع کی یہ ساری صورتیں اختیاری تھیں لاچاری کچھ نہ تھی۔

سوال نمبر۱۶۲: پیارے نبی ﷺ کی عبادت اور خوفِ الٰہی کا حال بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی پوری زندگی اللہ کی عبادت میں گزری۔ جو کچھ آپ نے اپنی امت کو تعلیم دی اسے عملی طور پر کر کے دکھایا۔ راتوں کو اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر روتے اور لمبے قیام کی وجہ سے پاؤں میں ورم

---

[1] مُعَوِّذَات سے مراد قرآن کریم کی تین سورتیں سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس ہیں۔ سونے اور جاگنے کی دعاؤں کے لیے دیکھیں: صحیح بخاری: ۶۳۱۴، صحیح مسلم: ۲۷۱۱

آجاتا، آپ سے کہا گیا کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہیں پھر عبادت پر اتنی محنت کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا: "کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔" ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! میں اللہ کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔" [دیکھیے: صحیح بخاری: ۴۸۳۶، ۶۱۰۱]

سوال نمبر ۱۶۳: پیارے نبی ﷺ کو دنیا کی کون سی چیزیں سب سے زیادہ پسند تھیں؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: "دنیا کی دو چیزیں مجھے بہت پسند ہیں: عورت اور خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔" [سنن نسائی: ۳۹۳۹]

سوال نمبر ۱۶۴: پیارے نبی ﷺ کا پسندیدہ رنگ کون سا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کا سب سے پسندیدہ رنگ سفید اور سبز رنگ تھا۔

سوال نمبر ۱۶۵: پیارے نبی ﷺ کی چند خصوصیات بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ پوری دنیا کے لیے اللہ کے آخری نبی ہیں اور اَب آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔ پوری دنیا کے لیے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا تھا۔ آپ کو "جامع کلمات" عطا کیے گئے تھے، قیامت کے دن آپ کو مقامِ محمود، حوضِ کوثر، مقامِ وسیلہ اور شفاعتِ عُظمیٰ کا شرف حاصل ہو گا۔ وغیرہ

سوال نمبر ۱۶۶: پیارے نبی ﷺ کو اللہ کی جانب سے سب سے بڑا معجزہ کیا عطا ہوا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کو اللہ کی جانب سے سب سے بڑا معجزہ "قرآن کریم" عطا ہوا تھا۔

سوال نمبر ۱۶۷: پیارے نبی ﷺ کے چند معجزات بیان کیجیے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کو "قرآنِ کریم" کے علاوہ اور بھی چھوٹے بڑے بہت سے معجزات ملے ہوئے تھے، جن میں سے چند یہ ہیں: ① آپ نے مستقبل سے متعلق جو خبریں دی تھیں ان میں سے اکثر واقع ہو چکی ہیں۔ ② چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا۔ ③ غزوۂ خندق کے موقع پر تھوڑے سے کھانے کا بہت زیادہ ہو جانا۔ ④ درختوں اور پتھروں کا آپ ﷺ کو سلام کرنا۔ ⑤ ایک سفر میں پیارے نبی ﷺ کی مبارک انگلیوں کی برکت سے تھوڑے سے پانی کا چشمے کی طرح بہہ پڑنا۔ وغیرہ

سوال نمبر ۱۶۸: کیا پیارے نبی ﷺ کے جسمِ اطہر پر نبوت کی مُہر تھی؟ اور نبوت کی مُہر ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جی ہاں ! پیارے نبی ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کی طرح نبوت کی مہر تھی۔ نبوت کی مہر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ کی وفات کے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نبی اور رسول نہیں آئے گا۔

سوال نمبر ۱۶۹: پیارے نبی ﷺ کے ساتھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا رویہ کیسا تھا؟

جواب: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم دل و جان سے پیارے نبی ﷺ سے محبت کرتے تھے، حد درجہ آپ کی تعظیم کرتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کے سامنے عُروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی صفت بیان کرتے ہوئے کہا تھا: ''اللہ کی قسم! میں نے کبھی کسی بادشاہ کو بھی نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی ویسی تعظیم کرتے ہوں جیسی صحابۂ کرام، محمد (ﷺ) کی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر وہ کھکھارتے بھی ہیں تو وہ ان کے کسی صحابی کی ہتھیلی میں گرتا ہے اور وہ اسے اپنے چہرے اور جسم پر مَل لیتے ہیں، جب آپ کوئی حکم فرماتے ہیں تو اس کی تعمیل کے لیے وہ لوگ دوڑ پڑتے ہیں، جب آپ وضو کرتے ہیں تو اس پانی کو لینے کے لیے جھپٹ پڑتے ہیں اور جب آپ گفتگو کرتے ہیں تو ان کے سامنے وہ ہمہ تن گوش ہو جاتے ہیں اور آپ کی تعظیم میں آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں ہیں۔'' [صحیح بخاری: ۲۷۳۲]

سوال نمبر ۱۷۰: کیا پیارے نبی ﷺ پر کبھی جادو کا اثر بھی ہوا؟

جواب: جی ہاں ! پیارے نبی ﷺ پر جادو کیا گیا اور آپ کی ذاتِ اقدس پر اس کا اثر بھی ہوا۔[1]

سوال نمبر ۱۷۱: پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات کیا ہیں؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی مکمل تعلیمات آج بھی محفوظ ہیں، جو کہ ہمارے پاس قرآن کریم اور صحیح احادیث کی شکل میں موجود ہیں۔ مختصر طور پر جان لیں کہ آپ نے ساری امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ:

اللہ ایک ہے، اُس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی معاون اور ہم سر نہیں۔ اُسی نے ساری دنیا کو پیدا کیا۔ وہی کائنات کی تدبیر کرتا ہے، وہی روزی دیتا ہے، وہی بیمار کرتا ہے اور وہی شفا دیتا ہے۔ زندگی اور موت اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ صرف وہی عبادت اور بندگی کا حق دار ہے، اس کے سوا کسی اور کی عبادت اور بندگی کرنا جائز نہیں ہے۔ اس نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے بہت

[1] اس بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے ملاحظہ فرمائیں: معوذتین کے بنیادی مضامین و اہداف ص: ۲۲۶ تا ۲۴۴

سے نبی اور رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں۔ محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی و رسول ہیں اور قرآن کریم اللہ کی آخری کتاب ہے۔ اللہ کے تمام رسولوں، کتابوں اور فرشتوں پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ آخری نبی اور آخری کتاب پر ایمان لانا ضروری ہے، اس کے بغیر آدمی مومن نہیں ہو سکتا ہے۔ قیامت برحق ہے، ہر آدمی کو موت کا مزہ چکھنا ہے، مرنے کے بعد سب لوگ زندہ کیے جائیں گے اور اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ ہر آدمی سے اس کے کاموں کی بابت پوچھا جائے گا۔ جن لوگوں نے نیکیاں کی ہوں گی اللہ اپنے فضل سے انھیں ان کے نیک اعمال کا اجر دے گا اور جن لوگوں نے برائیاں کی ہوں گی انھیں ان کی بُرائی کی سزا ملے گی۔ تقدیر برحق ہے اور نیکی و برائی کی راہیں واضح ہیں۔ ہر شخص کو اختیار ہے چاہے تو نیکی کرے اور چاہے تو برائی کرے۔ دن اور رات میں ہر مسلمان پر پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں، ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنا بھی ضروری ہے، جو آدمی مال دار ہو، اسے سال میں ایک بار زکاۃ ادا کرنی لازم ہے اور جو شخص خانۂ کعبہ تک آنے جانے کا خرچ برداشت کر سکے، اس کے لیے زندگی میں ایک مرتبہ حج کرنا ضروری ہے۔ وغیرہ

سوال نمبر ۱۷۲: پیارے نبی ﷺ کی سیرتِ طیبہ پڑھنے، پڑھانے اور بیان کرنے کا مقصد کیا ہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی سیرتِ طیبہ پڑھنے، پڑھانے اور بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں آپ ﷺ کی زندگی کے مختلف گوشوں، پاکیزہ اخلاق و صفات اور مَحاسن کی معرفت حاصل ہو جائے تاکہ ہم آپ کی پاکیزہ زندگی سے عبرت حاصل کریں اور اپنی زندگی کے تمام گوشوں میں آپ کی ذاتِ مبارکہ کو اُسوہ و نمونہ بنائیں اور آپ کی محبت ہمارے دل و جان میں اس طرح رچ بس جائے کہ ہر معاملے میں ہم آپ کی اتباع و پیروی کو لازم کر لیں۔

دعا ہے کہ رب العالمین ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وصلی اللہ علیٰ نبیہ الکریم

الفاظ و معانی

کَارْوَانِ حَیَات: زندگی کا سفر، حالاتِ زندگی

عِیسْوِی سَن: وہ سال جو عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے۔

مُنَاسَبَت: باہمی نسبت، تعلق

اَوہام و خُرافات: بکواس، خیالی باتیں

تحْرِیف: کسی بات کو کچھ کا کچھ کر دینا۔ بدل دینا

مُتَّفَق عَلَیہ: جس پر سب کا اتفاق ہو۔

نَسَب نامہ: خاندانی سلسلہ

دَایہ: چھوٹے بچوں کی دیکھ ریکھ کرنے والی عورت۔

سَلِیقَہ مَنْد: باشعور، صحیح غلط کی سمجھ رکھنے والا۔

وَعدہ خِلافی: بے وفائی، اقرار کر کے پورا نہ کرنا۔

پَس مَنْظَر: کسی واقعے یا خبر کے آگے پیچھے کی مکمل بات، جس سے وہ واقعہ یا خبر پوری طرح سمجھ میں آجائے۔

فَرِیق: گروپ، گروہ، پارٹی

حَلِیفوں: حَلِیف کی جمع، وہ فریق یا گروہ جو دوسرے فریق کی مدد کرنے اور ہر معاملے میں اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کرے۔

مُعاہَدَہ: دو فریق کے درمیان کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا عہد و پیمان۔

پِیشَہ: مشغلہ، کاروبار، روزگار جو کمائی کا ذریعہ ہو۔

صِدْق و صَفا: سچائی اور خلوص

اِیفَائے عَہْد: وعدہ پورا کرنا

گُن گانا: کسی کی خوبیوں کی تعریف کرنا

عُمْر رَسِیدَہ: زیادہ عمر والا

حَوصَلَہ مَنْد: ہمت اور حوصلہ رکھنے والا

مَظَاہِرِ قُدرت: قدرت کے نظارے

عَلَانِیَہ: کھُلَّم کھُلَّا، برملا

مالِ غَنِیمَت: دشمن کا وہ مال جو لڑائی میں ہاتھ آئے۔

مالِ فَے: دشمن کا وہ مال جو لڑائی کیے بغیر ہاتھ آئے۔

بَیتُ المال: اسلامی حکومت کا خزانہ

خُفْیَہ: چھپ کر، پوشیدہ طور سے

مَجْمَع: بھیڑ، بہت سے لوگوں کا ہجوم

گَامْزَن کَرْنا: راستے پر چلانا، رواں کرنا

بَائِیکاٹ: میل جول، لین دین اور بول چال بند کر کے ہر طرح سے دوری اختیار کر لینا۔

شِعْب: گھاٹی، پہاڑی راستہ

سِیرَت نِگَار: کردار اور شخصیت کے بارے میں لکھنے والا

عَقَبہ: گھاٹی، دو پہاڑوں کے درمیان کی جگہ

وَفْد: چند لوگ، نمائندہ جماعت

سفِیر: نمائندہ، پیغام پہنچانے والا۔

کَاہِن: پیش گوئی کرنے والا، جِنوں سے معلوم کر کے غیب کی خبریں بتانے والا۔

مُشاہَدَہ: معائنہ، کسی چیز کو غور سے دیکھنا۔

رُودَاد: ماجرا، احوال، کیفیت، واقعہ، رپورٹ

قُصُور: کمی، کوتاہی، خامی

مَسافَت: فاصلہ، دوری، عرصہ

خُشک سالی: سوکھا، جس سال بارش نہ ہو۔

گُزر بَسَر: گزارہ، نباہ، زندگی کا بسر ہونا۔

فَصِیح و بلیغ: ایسا کلام جو صاف و سادہ اور واضح ہو۔

مُواخَات: ایک دوسرے سے بھائی چارہ قائم کرنا، آپس میں بھائیوں کی طرح برتاؤ کرنا۔

بَنَفْسِ نَفِیس: بذاتِ خود

مُہَاجِرِین: مہاجر کی جمع، گھربار چھوڑ کر دوسری جگہ بسنے والے۔

اَنْصَار: ناصر کی جمع، مدد کرنے والے۔

تَحوِیل: پھیرنا، منتقل کرنا

مَصرُوفِیات: مصروفیت کی جمع، بہت سارا کام

مُتَّصِل: ملا ہوا

کِفَالَت: کسی کام کی ذمہ داری لینا، دیکھ بھال کرنا

اَعلَائے کلمۃ اللہ: اللہ کے کلمے کو بلند رکھنا

مُڈ بھیڑ: آمنا سامنا، آمنے سامنے کی لڑائی

اِرْد گِرْد: آس پاس

غَیر شُعُوری: لاعلمی، ناسمجھی

بَیعَت کرنا: کسی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اس کی باتوں کو ماننے کا عہد کرنا۔

دَفْعَات: دفعہ کی جمع، قانون یا دستور وغیرہ کی شِق یا نمبر، ضابطہ

سُلُوک: برتاؤ، بھلائی، خیر خواہی

کَسَر: کمی، کوتاہی

سَرزَنِش: ڈانٹ ڈپٹ، ملامت

رَائیگاں: ضائع، بے کار، لاحاصل

جاں بَخْشِی: جاں بخش کا اسم کیفیت، معافی، درگزر

بَقِیع غرقَد: مدینہ طیبہ کا مشہور قبرستان، جو مسجدِ نبوی کے مشرق میں واقع ہے۔

وَصِیَّت: زندگی میں یا آخری وقت میں یا سفر پر جاتے وقت زبانی یا تحریری طور پر یہ بتانا کہ میرے بعد یہ کیا جائے یا یہ نہ کیا جائے۔

چَاشْت: ایک پہر دن چڑھے کا وقت جب کہ سورج بلند ہوتا ہے۔

رَفِیقِ اعلیٰ: رفیقِ اعلیٰ سے مراد اللہ کی ذات اور اس کی عطا سے جنت کا اعلیٰ مقام اور انبیاء و صالحین علیہم السلام کی صحبت ہے۔

مُقَدَّر: تقدیر، قسمت کا لکھا

طاری ہونا: پیش آنا، چھا جانا

ازواجِ مُطَہَّرات: پاک بیویاں

حُلیہ: شکل و صورت رنگ و روپ اور قد و قامت وغیرہ کی تفصیل، شخصی سراپا۔

عَالِمُ الغَیب: غیب کا جاننے والا

مُختارِ کُل: جس کے پاس ہر چیز کا اختیار ہو۔

اَہْلِ خانہ: بیوی بچے، گھر کے تمام افراد

بَرتاؤ: سلوک، رویہ

نَان و نَفْقَہ: روٹی کپڑا، بال بچوں کا خرچ

قُرعَہ اَندازی: فیصلہ مشکل ہونے کی صورت میں کسی ایک شخص کو چننے کے لیے پرچیوں پر نام لکھ کر ڈالنے کا عمل تاکہ جس شخص کے نام کی پرچی نکل آئے اسی کو چُنا جائے۔

دِل جُوئی: تسلی دینا، حوصلہ افزائی کرنا

عَفْو و دَرگُزر: خطا اور قصور معاف کرنا۔

پَیوَند: پھٹے ہوئے کپڑے پر لگایا ہوا جوڑ، چکتی

اَذِیَّت: دکھ، جسمانی تکلیف، روحانی صدمہ

خَندہ پیشانی: ہنسی خوشی، خوش مزاجی

لایَعْنی: لَغْو، مہمل، بے معنی، بے فائدہ، فضول

کَیفِیَت: حالت، تفصیل

فُحش گو: گالی بکنے والا، بے شرمی کی باتیں کرنے والا

مُتَوازِن: برابر برابر، کسی بھی چیز کا پرفیکٹ اور بہتر انداز میں ہونا۔

تَواضُع: عاجزی، غرور و گھمنڈ نہ رکھنا

تَبَسُّم: مسکراہٹ، زیرِ لب ہنسنا، ایسی ہنسی جس میں ہونٹ نہ کھلیں اور آواز نہ ہو۔

مُعتَدِل: یکساں، جس میں کمی زیادتی نہ ہو۔

زُہد و وَرَع: پرہیزگاری، گناہوں سے بچنا

بے رَغبَتی: بے توجہی، بے پروائی

وَرَم: سوجن، جسم کے کسی حصہ کا پھول جانا

شَفاعَتِ عُظمیٰ: سب سے بڑی سفارش

تَعمِیل: عمل میں لانا، حکم بجالانا، بات ماننا

ہَمہ تَن گوش: پورے بدن کو کان بنالینا یعنی کسی بات کو پوری توجہ اور غور سے سننا۔

ہَم سَر: برابر والا، ہم رتبہ

تَدبِیر: انتظام، بندوبست

اسلامی مہینے					
مُحرَّم	صَفَر	رَبِیْعُ الاَوَّل	رَبِیْعُ الاٰخِر	جُمَادَی الاُولیٰ	جُمَادَی الاٰخِرَۃ
رَجَب	شَعْبَان	رَمَضَان	شَوَّال	ذِي الْقَعْدَة	ذِي الْحِجَّة

یادداشت

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

KARWAN-E-HAYAT-E-NABAVI

BY: JAMSHED ALAM S/O ABDUSSALAM SALAFI

کاروانِ حیاتِ نبوی

سارے عالم کی رہنمائی کے لیے اللہ کا آخری پیغمبر یتیمی کی حالت میں آیا، بچپن سے لے کر جوانی تک لہو ولعب اور حرص وہوس سے پرہیز کیا، اولاً حصولِ رزق کے لیے بکری چرائی، ثانیاً ظلم وجور، فسق وفجور اور کذب وفساد سے اجتناب کرتے ہوئے ایسی پاک وصاف زندگی گزاری کہ اطراف وجوانب کے لوگ صادق وامین کہہ کر پکارنے لگے، شباب کا دور آیا تو تجارت کے لیے باہر کا سفر کیا، جس کا مال لے کر تجارت کے لیے نکلتے اس کو تمام تاجروں سے زیادہ نفع دے کر خوش کردیتے۔ ۴۰ رسال کی عمر ہوئی تو اللہ عزوجل نے آپ کو نبوت ورسالت کے عہدۂ جلیلہ سے سرفراز فرما کر شرک وبت پرستی کے خلاف معرکہ آرائی اور توحید ودعوت الی الحق کا بارگراں آپ کے شانۂ اقدس پر ڈالا، اس وقت تک نہ پڑھنا لکھنا سیکھا تھا نہ جانتے تھے، مگر بنام رب العالمین پڑھنے پڑھانے کا حکم سب سے پہلے نازل ہوا، آپ نے توحید کا نغمہ سنایا تو بتوں کے پجاری اور شرک وکفر کے علم بردار دشمنی اور مخالفت پر تل گئے، لیکن اس حالت میں بھی آپ کی سچائی کے قائل تھے، شدید عداوت کے باوجود کوئی امانت رکھنی ہوتی تو آپ ہی کے پاس رکھتے، آپ نے ۲۳ رسال کی قلیل مدت میں ہزاروں رکاوٹیں اور لاکھوں تکلیفیں جھیل کر پورے عرب میں ایک انقلاب برپا کردیا اور سارے عالم کے باسیوں، عالموں، عابدوں، مدبروں اور شہنشاہوں کے دلوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور جو بھی آپ کے خلاف اٹھا اسے اپنی للّٰہی قوت اور اخلاق وکردار سے یا تو مجبور یا مسخر کرلیا، آپ یتیم تھے، نادار تھے، لیکن دنیا جب جھک کر آپ کے قدموں پر نثار ہوئی تو آپ اپنی یتیمی اور لاچاری کو نہ بھولے بلکہ تمام یتیموں اور ناداروں کے مدد ومعاون بن گئے، کسی سے اپنے نفس کے لیے بدلہ نہیں لیا، جس سے جو وعدہ کیا وفا فرمایا، مکہ فتح ہوا تو سارے دشمنوں کو معاف کردیا، آپ کی پوری زندگی عبرت آموز تھی اور سفرِ آخرت بھی ایسا سبق دے گیا کہ گورے، کالے، عربی، عجمی، امیر وغریب اور راجہ وراعی سب اس سے یکساں طور پر سبق اور عبرت حاصل کرسکتے ہیں، وفات سے ایک دومنٹ قبل ایک تازہ شاخ سے خوب اچھی طرح مسواک کیا، کلی کرکے روئے انور اور دستِ مبارک کو پانی سے ملا اور دھویا پھر ہاتھ اٹھا کر رفیقِ اعلیٰ سے ملنے کی دعا فرمائی اور اسی دم قبولیت نے آپ کا استقبال کیا اور روح پاک عالم بالا کو پرواز کرگئی۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔

(ماخوذ از: پیغمبر عالم ﷺ مؤلف: مولانا عبد المبین منظر رحمہ اللہ، ص: ۷۵۴ تا ۷۵۶)

Published By:
MAKTABA AL-SALAM
Antari Bazar, Shohratgarh, Siddharth Nagar, U.P., INDIA-272205
+91-9628953010 / +91-6393225101
maktabsalam2@gmail.com/ mahboobsalafi@gmail.com